لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۱۲ | کلکته : جمعه ۲۰ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday, 25th February, 1916.

ترجمان القرآن

یعني قران حکیم کا اردو ترجمه ' اثر خامۂ اڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براہ راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیرہ میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرۃ شاہ ولي الله قدس سرہ تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرۃ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمۂ القران کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ' لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ ہي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

آب حیات

جلدی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے دکھ ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا، اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش، تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچاسکتی ہے، کسیکو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ پر سوت، سل، پیچش صفراوی اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب، تپش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، براسیر، نواسیر، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، نقرس، چھپاکی متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، کثرت پیاس، تشنج، بیخوابی، کھانسی خشک و تر، ورم، چھوڑے، ورم پستان، درد دل، ہیضہ، طاعون، خنازیر، درد شکم، زہر دار ڈنگ، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش لکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

سرائے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا، بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ سرائے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - اُن کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباے ہندوستان سے جمع ہوتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہدیا تھا کہ سرائے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہوگئی - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماروں کا کوائی کم قیمت علاج ہے، تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھ لو اور وہاں سے تصدیق کرلو کہ سرائے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دوا - پسینہ آکر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آئندہ دورہ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی، غلام، نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۲ | کلکتہ : جمعہ ۲۰ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۴ ہجری | جلد ۱
Calcutta : Friday, 25th February 1916.

مجوزہ شیعہ کالج

ایتها النفوس المختلفه ! و القلوب المتشتة ! الشاهدة ابدانهم ' و الغائبة عنهم عقولهم ' اظارکم علی الحق و انتم تنفرون عنه نفور المعزى من وعوعة الاسد ! هیهات هیهات ان اطلع بکم سرار العدل ' او اقیم اعوجاج الحق !
(حضرة علي علیه السلام - نهج البلاغة صفحه ۲۶۷)

گذشتہ نمبر میں میں اپنے اصول دعوة اور مسلک عمل کے متعلق بالاختصار عرض حال کرچکا ہوں - آج اپنے اختلاف اور وجوہ اختلاف کو ظاہر کرونگا -

(تحریک کی ابتدا)

کسی مولود کی حالت کا صحیح اندازہ کرنے کیلیے سب سے پہلی چیز اسکے مولد و منشاء کو معلوم کرنا ہے - اس اعتبار سے " مجوزہ شیعہ کالج " کیلیے بھی سب سے پہلی بحث یہ سامنے آتی ہے کہ اس تحریک کا مبدء و مولد کیا ہے ؟ یعنی کیا حالات و اسباب تھے جن سے اس تحریک کی تخلیق و تکوین ہوئی ؟ اسکا مبدء خود انسان کے قلب کے اندر ہے جہاں ضرورتوں کا احساس اور حقیقتوں کا علم ہوتا ہے' یا باہر کا القا ہے جس نے اپنی مصلحتوں کیلیے دوسروں کی مصلحتوں کا نام اختیار کیا ہے ؟ پھر جس فضاء میں اس تحریک کے مخلوق مزاجی نے پرورش پائی' وہ کہاں کی فضاء اور کس سرزمین کا موسم تھا ؟ میدانی سر زمینیں تھیں جہاں بیج بویا جاتا ہے' یا پہاڑوں کی چوٹیاں تھیں جنکی بلندی سے پانی برستا ہے ؟

اس بارے میں دنیا کی معلومات حسب ذیل ہیں :

غالباً تین سال کا زمانہ گذرا کہ شیعہ کانفرنس کے بعض ارکان نے علی گڈہ کالج کے متعلق بعض تحریرات شائع کیں' اور اس مسئلہ کو چھیڑا کہ علی گڈہ کالج میں شیعوں کے حقوق بہ حیثیت شیعہ ہونے کے کیا کیا ہیں' اور ان کو کس طرح پامال کیا جا رہا ہے ؟ ساتھہ ہی اس بارے میں ارکان کالج سے خط و کتابت بھی شروع کی' اور اپنے جماعتی مطالبات کی ایک فہرست پیش کی - سب سے پہلی مراسلت غالباً نواب وقار الملک کے عہدہ نظامت کے عہد میں ہوئی تھی -

مطالبات کی فہرست میں نے اس زمانے میں دیکھی تھی مگر اس وقت انکی تمام جزئیات یاد نہیں - بہ حیثیت مجموعی اس فہرست کا یہ حال تھا کہ : خلطوا عملا صالحا و اخر سیئا بعض مطالبات فی الواقعی مستحق قبول تھے اور بعض صحیح نہ تھے - مثلاً شیعہ طلباء کے حقوق دینی اور اہتمام ضروریات دینیہ کے متعلق جو کچھہ تھا' اصولاً سب درست تھا - لیکن اسکے ساتھہ ہی یہ مطالبہ بالکل بے معنی تھا کہ کالج کا ایک سکریٹری سنی ہو اور اسکے بعد دوسرا شیعہ - کالج کا سکریٹری یقیناً شیعہ ہونا چاہیے اور اگر ہمیشہ شیعہ ہی ہوتا رہے تو اور بہتر - لیکن اسلیے کہ وہ مسلمان اور صاحب صلاحیت ہے - نہ اسلیے کہ وہ شیعہ ہے ' کیونکہ سنیت اور شیعیت' سب مصنوعی اور خود ساختہ اسماء ہیں : سمیتموها انتم و اباءکم ما انزل الله بها من سلطان - نام کی سچائی اس کرۂ ارضی پر صرف ایک ہے - اور وہ " اسلام " ہے : هو سماکم المسلمین !

مطالبات میں شیعہ طلبا کی دینی تعلیم و تربیت اور دینی اعمال کے حقوق کے متعلق جسقدر دفعات تھیں' اصولاً انکی صحت میں کچھہ کلام نہیں' لیکن علی گڈہ کالج کی سر زمین میں سرے سے مذہب اور اسلام کی تعلیم و تربیت ہی کو کون پوچھتا ہے کہ سنی اور شیعہ دینیات کی بحث کی نوبت آے ؟ اگر ارکان شیعہ کانفرنس کو اسکی شکایت تھی کہ انکی مخصوص تعلیم دینیات کا کالج میں کوئی انتظام نہیں' تو وہ مجھے بتلائیں کہ عام طور پر نفس مذہب و اسلام کی تربیت ہی کا وہاں کونسا انتظام ہے ؟ جن ارکان کالج سے وہ شیعوں کے حقوق مانگ رہے تھے' وہ پہلے نفس اسلام کے مطالبہ سے تو عہدہ برا ہوجائیں ؟ محض مسلمانوں کو پرچانے کیلیے اور انسے چندے وصول کرنے کیلیے تو اس بستی کا ہر فرد مذہب مذہب قوم قوم پکارنے لگتا ہے' اور جب مسلمانوں کے سامنے آکر کھڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اور مذہب کی تربیت کا دکھہ اس سے زیادہ اس دنیا میں اور کسی کو نہیں ہے" لیکن اگر کالج میں جاکر انکے اعمال کا تجسس کیا جاے' اور دیکھا جاے کہ طلباء کے سامنے' کالج کے ٹرسٹیوں نے' کالج کے عہدہ داروں نے' کالج کے پروفیسروں نے' مذہب کا

اطلاع : بعض ناگزیر اسباب سے آیندہ جمعہ کو رسالہ نہیں نکلیگا اور دوسرے جمعہ کو ذیل نمبر شائع ہوگا

مذهب کے اتباع کا ' اور مذهب کي عملي زندگي کا کونسا نمونه پيش کيا هے؟ اور اپنے علم و عمل ميں مذهب کو کتني اهميت و وقعت ديتے هيں؟ تو اسوقت کھل جاے که نمايش و تصنع کے ان پردوں کے پيچھے کيا چھپا هے؟ اور کس طرح عملي الحاد کو مذهب ' اور کفر و ارباب کفر کي پرستش کو اسلام پرستي کا نام ديا جارها هے - مذهب کے ان پرستاروں اور اسلام کے ان غمگساروں ميں سے اکثر وہ هيں جنکو پانچ وقت الله کے حضور ميں جھکنے سے بھي شرم آتي هے ' با ايں همه انکا دعوا هے که هم مسلمانوں کيليے مصلح هيں - اور مسلمانوں ميں بھي بہت سي فريب خوردہ روحيں ايسی هيں جو يقين کرليتي هيں که گھوڑے کے بالوں سے ريشمي چادر بني جاسکتي هے اور فسق و الحاد سے مسلمانوں کي اصلاح هوسکتي هے!

بهر حال مطالبات کيے گئے اور اس بارے ميں ارکان کالج سے مراسلة شروع هوئي - نفس مطالبات کے اعتدال و عدم اعتدال کے متعلق تو ميں نے اپني راے ظاهر کردي ' ليکن دوسرا اهم سوال يه پيدا هوتا هے که ان شکايتوں کا اصلي مبدء کيا تھا؟ وہ خود پيدا هوئي تھيں يا پيدا کرائي گئي تھيں؟ ممکن هے که شکايتوں کا بيج خود بخود زمين ميں پڑ گيا هو ليکن اسميں تو کوئي شک نهيں که پاني اُسے باهر سے ملا ' اور اگر بيج کو باهر سے پاني نه ملے تو زمين کے اندر کي رطوبت اتني نهيں هوتي جو اسے ايک تناور درخت بنادے -

يه وہ وقت تھا جبکه مسلمانوں کي تعليم اور علي گڈہ کي مرکزيت و احاطۂ اثر کے متعلق احکام و اوامر ميں ايک انقلاب عظيم هو رها تھا ' اور جو چيز کل تک سب سے زيادہ محبوب تھي کيونکه سب سے زيادہ وفا سرشتانه خلقت اور سب سے زيادہ اطاعت شعارانه خصائص کا اسکي نسبت يقين کيا جاتا تھا ' وهي اب سب سے زيادہ مبغوض و مردود هوگئي تھي ' کيونکه واقعات کي تبديلي نے ثابت کرديا تھا که طاقت اور مرکزيت پيدا کرکے يهي سب سے اچھي چيز کسي وقت سب سے زيادہ مضر اور پر خطر بھي هو جاسکتي هے - ساتھ هي واقعات عمومي کے تغيرات نے اسکي بھي ضرورت پيدا کردي تھي که اگر تفريق و نزاع باهمي کي کوئي نئي بنياد پڑ جاے ' تو حال کيليے سب سے بڑي مصلحت اور مستقبل کيليے سب سے بڑي بشارت هو گي -

علي گڈہ کالج اور شيعه جماعة کے حقوق کا مسئله اس غرض کے حصول کيليے به يک کرشمه دوکار هوگيا - ايک طرف علي گڈہ کي مرکزيت ' تعليم کے احاطه و اثر ' اور وحدت جذبات و خصائص پر بھي اس نے پورا اثر پڑتا تھا ' دوسري طرف اتحاد عمومي کيليے بھي اس سے بڑھکر اور کوئي فتنه کارگر نهيں هوسکتا تھا که : جعلوا اهلها شيعا کي پوري پوري تعميل تھي - پس جيسا که قاعدہ هے اور جيسا که هميشه هوا هے ' مخفي و زير حجاب رهنے والي قوتيں آگے بڑھيں ' اور اس مسئله کو پرورش کيليے خاص طور پر اپني گودوں ميں اُٹھا ليا -

رفته رفته به مسئله يهاں تک بڑھا که بعض شيعه ارکان و سر پرستان کالج نے کالج اور کالج کي اعانت سے دست برداري کا ارادہ کرليا - هز هائنس نواب صاحب رامپور نے تار کے ذريعه اپني عليحدگي کي اطلاع دي ' اور جب ايک وفد انکي خدمت ميں حاضر هوا تو انهوں نے مطالبات کي فهرست نکالکر پيش کردي - سي وقت يه امر بالکل واضح هوگيا تھا که کونسي قوتيں اس مسئله کے اندر کام کررهي هيں -

با ايں همه اس وقت بھي ميري يهي راے تھي اور اب بھي يهي راے هے ' که خود ارکان کالج نے بھي اس بارے ميں سخت غلطي کي ' اور وہ يقيناً اس بات کيليے جوابدہ هيں که باوجود علم و خبرداري کے ابتدا هي ميں انهوں نے اس فتنه کو کيوں نهيں روکا؟ انکو چاهيے تھا که وہ ان تمام مطالبات کا جو انکے بھائيوں نے انکے آگے پيش کيے تھے ' پوري کشادہ دلي کے ساتھ استقبال کرتے ' اور اپني قواعد پرستيوں اور حاکمانه بے مهريوں کي جگه خوشي خوشي کهديتے که جو کچھ هم کرسکتے هيں اس سے هميں انکار نهيں هے - اگر بعض مطالبات ناقابل قبول تھے تو انسے انکار کرديتے ' ليکن جسقدر حصه قابل عمل و قبول تھا ' اسکے مان لينے ميں ايک لمحه کي بھي دير نه لگاتے -

ارباب کالج نے سب سے پهلي غلطي يه کي که مطالبات پيش کرنے والوں کے حق و اهميت سے صاف صاف انکار کرنا شروع کرديا - کبھي کها که اس طرح شکايت کرنا اور جواب مانگنا بالکل ناقابل التفات هے - همارے ترسٹيوں ميں شيعه ممبر بھي موجود هيں اور وهي سب کچھ هيں ' انکے سوا نه تو اور کوئي شيعوں کا وکيل هے اور نه کسي کو حق نيابت و ترجماني حاصل هے - کبھي کها که هم نے دينيات کي ايک کميٹي بنادي هے اور دينيات کي نگراني کيليے فلاں فلاں شيعه حضرات ملازم هيں - اسکے سوا اور کچھ نهيں هوسکتا -

حالانکه يه سب باتيں فتنه کي تھيں - ايسي هي غلطيوں سے چھوٹي چھوٹي باتيں اتني اهم بن جاتي هيں که انسے اغيار فايدہ اٹھاتے هيں اور تفريق کلمه کا ايک بنا بنايا کھيل انهيں ملجاتا هے - کالج والوں کو سمجھنا تھا که معامله دوسرا هو گيا هے اور ايک نئے فتنه کي بنياد رکھي جارهی هے - اسوقت قانون کالج کا حواله دينا اور اپنے کانسٹي ٹيوشن کا راگ گانا بالکل لاحاصل هے - کوشش صرف اسکي هوني چاهيے که فتنه کو زيادہ بڑھنے نه ديا جاے -

پھر شکايتيں بھي کيا هيں ' اور انکي حقيقت کيا هے؟ محض چھوٹي چھوٹي باتيں هيں جن ميں کچھ بھي دهرا نهيں هے - اگر کوئي نئي کميٹي بن گئي يا چند نئے آدميوں کو لے ليا گيا ' يا چند تعطيليں بڑھا دي گئيں ' تو ان باتوں سے کالج کا کيا بگڑتا هے ' اور بهر حال اپنے هي عزيزوں ' اپنے هي بھائيوں ' اپنے هي گھر کے ساتھيوں کو اس سے خوشي ملتي هے - يه بهتر هے اس سے که غيروں کو خوشي ملے - اگر ايک بھائي غلطي کررها هے تو تم غلطي مت کرو اور اسے منالو - ايسا نهو که وہ اپنوں سے روٹھه کر غيروں کي چوکھٹ پر چلا جاے - اور بڑي سے بڑي مصيبت اور بڑا سے بڑا دکھه برداشت کيا جاسکتا هے ' مگر يه نهيں ديکھا جاسکتا که اپنوں کا سر هو اور غيروں کي چوکھٹ -

بهر حال اس بارے ميں ارکان کالج نے بھي غلطي کي اور فرصت کو اپنے هاتھوں ضائع کرديا - يهانتک که اس مسئله نے دوسرے دور ميں قدم رکھا اور ايک علحدہ شيعه کالج بنانے کا خيال پيدا کيا گيا - صورت حال يوں قرار دي گئي که علي گڈہ کالج صرف سنيوں کا کالج هے ' اسليے چاهيے که شيعوں کا بھي ايک الگ کالج قائم هو -

(ڈيپوٹيشن)

رفته رفته تمام ابتدائي مراتب طے کيے گئے اور بالاخر مسئله اس حد تک پهونچ گيا که ۱۳ جنوري کو زير رياست هز هائنس نواب صاحب رامپور ايک ڈيپوٹيشن هز آنر سر جيمس مسٹن کي خدمت ميں حاضر هوا اور ايڈريس پيش کيا -

ايڈريس کے جواب ميں هز آنر نے جس عديم النظير جوش و محبت کے ساتھ اس تجويز کا خير مقدم کيا ' اور جس طرح گورنمنٹ کي اعانت و شرکت کے والهانه و مخلصانه وعدے کيے ' انکو پڑھکر مجھے ذرا بھي تعجب نه هوا ' کيونکه تعجب هميشه غير متوقع نتائج پر هوتا هے اور يه چيز پهلے سے معلوم تھي -

ایڈریسن کے جواب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز میں ہز آنر کیلیے کچھہ ایسي محبوبیت و مطلوبیت ہے کہ باربار اسکي تعریف کرتے ھیں' بار بار اعانت کا وعدہ کرتے ھیں' بار بار کام کرنے والوں کو داد دیتے ھیں' اور پھر بھي جي نہیں بھرتا اور یہي کہتا ہے کہ ایک بار آور کہدیجیے : من احب شئیا اکثر ذکرہ :

اعــد ذکــر نعمــان لنــا ' ان ذکــرہ
هي المســك ما کــررتــه یتــضــوع

چنانچہ آخر میں وہ خود ھي فرماتے ھیں : " میں آپ سے تین بار کہہ چکا ھوں اور پھر کہتا ھوں کہ اس صوبے کي گورنمنٹ آپ کي اس تجویز کو قابل تحسین و آفرین سمجھتي ہے' اور اسکي تائید کرتي ہے'، اور جب اُسکا وقت آئیگا تو حتي الامکان آپ کي امداد میں ھرگز کوتا ھي نہ کریگي - آپ پورا اطمینان رکھیں کہ میں اور میرے ما تحت عہدہ دار ھر طرح جہاں تک امکان میں ہے' آپ کي اعانت کرنے پر آمادہ رھینگے "

انھوں نے ایک افسر اعلی کي طرح صرف اپني گورنمنٹ کي زیادہ سے زیادہ ممکن اعانت کا وعدہ ھي نہ کیا' بلکہ ایک سچے مربي اور سر پرست کي طرح کام کرنے کي تدبیریں اور انکے قیمتي نکتے بھي سمجھا دیے -

شیعہ کالج کیلیے چالیس لاکھہ کا سرمایہ تجویز کیا گیا ہے - ظاہر ہے کہ چالیس لاکھہ کي رقم جلد جمع نہیں ھوسکتي اور اسلیے جلد کالج بھي نہیں بن سکتا - مگر تاخیر کا یہ پہلو ہز آنر کو گوارا نہیں - انھوں نے فرمایا کہ چالیس لاکھہ کي فراھمي کا انتظار نہ کیجیے' اگر بارہ لاکھہ بھي جمع ھو جائیں تو کام شروع کردیجیے :

" آپ پہلے اس کمتر رقم یعني بارہ لاکھہ کے فوراً جمع کرنے کا ارادہ کریں' اگر یہ رقم وصول کرلي جاویگي تو میں اسکي ذمہ داري کر سکتا ھوں کہ گورنمنٹ آپ کي اعانت کریگي اور اپنے حد امکان پوري مدد دیگي "

اس سے بھي زیادہ بے خطا تدبیر یہ بتائي کہ :

" اپني جماعت کے بڑے بڑے زمینداروں کو آمادہ کیجیے - وہ اپني سالانہ آمدني کا جزو معقول سرمایہ تعمیر میں دیں' وہ اپني سالانہ مالگذاري میں سے کوئي مقررہ رقم في صدي کالج کے مستقل اخراجات کیلیے دینا منظور کریں - ھندوستان کے ھر حصہ سے اپني جماعت کے اشخاص کو لکھنؤ میں بلائیے تاکہ بڑے جلسہ میں شریک ھوں' اور انسے درخواست کیجیے کہ وطن کي واپسي سے پہلے کالج کے قیام کا قابل اطمینان بندوبست کرتے جائیں "

ایڈریس کے اس جواب کے پڑھنے کے ساتھہ مندرجہ ذیل واقعات کو بھي پیش نظر رکھہ لیجیے :

(۱) سندھ کے مسلمانوں نے خود ھي اپني تعلیم و ترقي کیلیے ایک دائمي فنڈ قائم کرنا چاھا' اور تجویز کي کہ ھر زمیندار في صدي کے حساب سے ایک رقم اسمیں داخل کرے - علي گڈہ کانفرنس نے اسکے متعلق بار بار رزولیوشن پاس کیے اور حکام سے التجائیں کیں کہ خدا را اسمیں مدد دیجیے' مگر چار سال ھو گئے' ابتک کوئي نتیجہ نہیں نکلا -

(۲) بمبئي میں ایک مسلمان نے آٹھہ لاکھہ روپیے گورنمنٹ کو دیے ھیں تاکہ مسلمانوں کي تعلیم میں خرچ کیے جائیں - اگر گورنمنٹ اپنے عام اصول کے مطابق اتني ھي رقم خود بھي دیدے یا شیعہ کالج کي طرح کسي بڑي سرکاري زبان سے اسکے لیے چند الفاظ کہلوا دے تو ایک عمدہ کالج کي بنیاد فوراً پڑ جاسکتي ہے - مگر گورنمنٹ بمبئي نے ظاھر کیا ہے کہ جنگ کي وجہ سے سردست روپیہ نکالنا مشکل ہے -

(۳) بنگال میں ایک کالج کا مسئلہ سالہا سال سے درپیش ہے' لیکن موجودہ حالات و موانع کي وجہ سے اسمیں برابر تاخیر ھو رھي ہے - متعدد بار کہا گیا ہے کہ جنگ کي وجہ سے سردست روپیہ کي فراھمي مشکل ہے -

مجوزہ شیعہ کالج کي تحریک کي تولید اور نشو و نما کي یہ اجمالي سرگذشت تھي - اسکے مطالعہ سے ھر صاحب عقل سمجھہ لے سکتا ہے کہ اس تحریک کا مبدء و مولد کیا ہے ؟ اور سوال اصلي ایک نئے کالج کا اور برادران شیعہ کي خواھشوں کا ہے' یا اُن مقاصد مخفیہ کا جنکے لیے اس تحریک کو آلہ بنایا گیا ہے ؟

(الساکت عن الحق شیطان اخرس)

ایک طرف تو اس تحریک کي تولید و نشوونما کا یہ حال نظر آتا ہے' دوسري طرف علي گڈہ کے ارکان کالج اور محافظین مسئلہ تعلیم جدید کا موجودہ رویہ ہے' اور ضروري ہے کہ چند کلمات اسکي نسبت بھي کہے جائیں -

علي گڈہ کالج اور علي گڈہ کانفرنس کے ارباب حل و عقد نے ھمیشہ دعوا کیا ہے کہ ھمارا موضوع مسلمانوں کي جدید تعلیم اور علی الخصوص اعلی تعلیم ہے - ھمارا موضوع پالیٹکس نہیں ہے - پس پولیٹکل معاملات میں ھم سے کسي آزادنہ رویہ کي خواھش کرنا ایک ایسي چیز کا مطالبہ ہے جو ھمارے دائرۂ عمل ھي سے باھر ہے - البتہ تعلیم کے متعلق ھم سب کچھہ کرسکتے ھیں اور کررہے ھیں -

اُنھوں نے مسلمانوں کي تعلیم کے متعلق ایک خاص اصول وضع کیا ہے' اور ھمیشہ سے کہتے آے ھیں کہ مسلمانوں کي تعلیمي حیات و ممات کا دار و مدار اسي اصول پر ہے - اس اصول کو وہ " ایک قومي مرکز کے قیام و تکمیل " کے نام سے پکارتے ھیں' اور کہتے ھیں کہ مسلمانوں کیلیے صرف تعلیم ھي کي ضرورت نہیں ہے' بلکہ تعلیم سے بھي زیادہ ایک " قومي مرکز " کے قائم کرنے کي ضرورت ہے - جب تک کہ ایک ایسا مرکز موجود نہ ھوگا' متفرق کوششیں کچھہ سود مند نہیں ھوسکتیں - پھر اسکے بعد دعوا کرتے ھیں کہ علي گڈہ کالج ھي مسلمانوں کا قومي مرکز ہے' اور اسي کے قیام و تکمیل پر مسلمانوں کي تمام حیات و ممات قومي کا دار و مدار ہے -

انکي اصلي کوشش یہ ھوتي ہے کہ اسکو دنیا بھر کي چیزوں کا مرکز ثابت کردیں' لیکن جب اسمیں کامیابي نہیں ھوتي تو مجبوراً " تعلیمي مرکز " کے قرار دینے ھي پر اکتفا کرلیتے ھیں اور کہتے ھیں کہ مسلمانوں کو چاھیے کہ دین و دنیا کا اور کوئي کام نہ کریں - صرف کالج ھي کو پوجیں اور صرف کالج ھي کو روپیہ دیں : جاھدوا في سبیلہ باموالکم و انفسکم ! اگر وہ ایسا نہ کرینگے اور آور کاموں میں لگ جائینگے' تو مرکز قائم نہ ھوگا' اور مرکز نہوا تو پھر قوم قوم نہیں -

نیز ان لوگوں نے اپني تقلید اور پرستش کا ایک نیا بت بنایا ہے' اور اسکا نام رکھا ہے " سر سید کي پالیسي " یوناني علم الاصنام میں ھر طاقت کیلیے ایک مخصوص بت ھوتا تھا - یہ نہیں ھوسکتا تھا کہ رزق کا دیوتا علم کے دیوتے کے کاموں میں مداخلت کرے' یا کیوپڈ وینس کي حکومت میں خلل ڈالے - لیکن ان لوگوں نے صرف ایک ھي بت بنایا ہے اور اسکے اختیارات اسقدر وسیع ھیں کہ علم و عمل کا کوئي گوشہ اس سے خالي نہیں - یہ کہتے ھیں کہ ھم " سر سید کي پالیسي " سے سر مو تجاوز نہیں کرینگے' اور مسلمان صرف وھي ہے جو " سر سید کي پالیسي " پر نہ صرف ایمان مجمل بلکہ ایمان مفصل کا اقرار کرے -

سر سید مرحوم کي پالیسي کا اس بارے میں یہ حال تھا کہ انھوں نے پہلي لکھنؤ کانفرنس اور نیز میرٹھہ کانفرنس میں خاص رزولیوشن پیش کیے کہ جب تک مسلمان اپني تمام متفرق اور علحدہ علحدہ کوششوں کو ترک کرکے ایک مکمل تعلیمي مرکز نہیں بنا لینگے' انکي کشتي طوفان ھلاکت سے نہیں

نکلیگی - چنانچہ انہوں نے اس رزرلیوشن کا نام " مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ رکھا " اور ہمیشہ دوسرے کالجوں ' اسکولوں ' اور مستقل تعلیمی کوششوں کی مخالفت کرتے رہے - حتی کہ لکھنؤ کانفرنس میں انکو اسی مسئلہ کے متعلق اسقدر جوش آ گیا کہ بہت سے لوگ اسکے متحمل نہ ہوسکے - مرحوم سجاد حسین ایڈیٹر اودہ پنچ نے پھبتیاں اڑائیں ' اور لوگ جلسہ سے اٹھکر چلے آے -

ان تمام امور کے علاوہ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپکو اتحاد و جمعیۃ کلمہ کا داعی قرار دیتے ہیں ' اور اسی بنا پر شیعہ مطالبات کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں نے منظور نہیں کیا ' کیونکہ اسکے ماننے سے مسلمانوں میں تفریق بڑھتی -

مجھکو یہاں اس سے کوئی بحث نہیں کہ انکے یہ تمام مسالک و عقائد صحیح ہیں یا غلط ؟ بحث صرف یہ ہے کہ انکے مدعیانہ عقائد کا یہ حال ہے - پس اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجوزہ شیعہ کالج کا وجود انکے ان عقائد مسلمہ اور انکے امام معصوم کے مذہب و ملت کے لحاظ سے کیا حکم رکھتا ہے ؟

کیا ایک علحدہ کالج کا قائم کرنا اُنکے اصول " مرکزیت " کیلیے پیغام ہلاکت نہیں ہے ؟

کیا شیعہ کالج کے نام سے اسکی دعوۃ دینا ' کلمۂ اتحاد کیلیے فتنۂ عظیم نہیں ہے ؟

کیا علی گڈہ کالج کے اندر دو مسجدوں کا بنانا تفریق تھا ' مگر " شیعہ کالج " کی بنیاد رکھکر آب و ہواے تفریق میں آیندہ نسلوں کو طیار کرنا تفریق نہیں ہے !

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ شیعہ کالج کی اصل بنیاد علی گڈہ کالج ہی کی مخالفت سے پڑی ' اور اسطرح علی گڈہ کالج کے احاطہ و اثر کو نقصان پہنچایا جارہا ہے ؟

کیا اس کالج کا وجود " سرسید کی مسلمہ پالیسی " اور مسلک تمرکز و جمیعۃ فریقین کیلیے جسپر محمدن کالج کی بنیاد رکھی گئی تھی ' سخت مہلک نہیں ہے ؟

کیا ارکان کالج میں ہر شخص کا یہ اعتقاد و علم راسخ نہیں ہے کہ یہ تحریک موجودہ عہد کی سب سے زیادہ مضر تحریک ہے ' اور اس سے سخت نقصان مسلمانوں کو پہنچیگا ؟

اگر ان تمام سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ علی گڈہ پارٹی نے اس وقت تک اسکی مخالفت و اصلاح اور کلمۂ حق کے اعلان کیلیے کیا کارروائی کی ہے ؟ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس نے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسکا موضوع صرف مسئلہ تعلیم ہے ' مسئلہ تعلیم قومی کی اس یکسر ہلاکت و بربادی کیلیے کونسی صدا بلند کی ہے ؟ یہ کیا ہے کہ علی گڈہ کالج کی بستی کا ہر فرد یکسر بہرا گونگا بن گیا ہے جیسا کہ سرسید نے نہیں بلکہ صاحب شریعت نے کہا ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس اور یہ کون ہے جسنے تمام مصلحین قوم ' ماہرین فلسفہ تعلیم ' اور مجددین مائۃ حاضرہ کی زبانوں پر ایسے قفل چڑھا دیے ہیں کہ کسی کے حلق سے آواز نہیں نکلتی ' اور سب پر ہلاکت کی چپ اور موت کی خاموشی چھا گئی ہے ؟ اموات غیر احیاء و لا یشعرون ایان یبعثون (۱۶ : ۲۱)

تمہارا مسلک مرکزیت اب کہاں فنا ہوگیا ؟ تمہاری دعوت قومیت کس گوشے میں دفن کردی گئی ؟ تمہاری چہل سالہ محنت اکارت جارہی ہے ' تم کہاں چھپ گئے ہو ؟ تمہارے امام معصوم کا مذہب ذبح کیا جا رہا ہے ' تم کیوں نہیں بولتے ؟ تمہاری شریعت تعلیم مٹائی جارہی ہے ' تمہارے گلوں میں پھندے کیوں پڑ گئے ہیں ؟ یا سبحان اللہ ! اگر ایک مسلم اللہ اور رسول کے نام کی دعوۃ دے تو اسپر اپنی کانفرنس کا دروازہ بند کرنا چاہتے ہو ' اور کہتے ہو کہ سب سے پہلے سرسید پر ایمان لانے کا اقرار کرلے ' اسکے بعد وہ تقریر کر سکتا ہے - اس کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اس نے سرسید کی شریعت سے انحراف کیا - لیکن آج سرے سے علی گڈہ کالج کا اصولی بنیاد ہی منہدم کیا جا رہا ہے اور سرسید کی شریعت مرکزیت کی دھجیاں اڑ رہی ہیں مگر تم سب پر نفاق کی موت طاری ہوگئی ہے اور تم سب مردوں کی طرح بیحس و حرکت پڑے ہو ؟

تم کہتے ہو کہ ہمارا دائرۂ عمل قومی تعلیم ہے - سیاست نہیں ہے - اچھی بات ہے - لیکن اب بتلاؤ کہ یہ جو کچھہ ہے سیاست ہے یا تعلیم ؟ اگر قومی تعلیم کا مسئلہ ہے تو تمہاری قومیت اور قومی تعلیم کی لن ترانیاں کہاں دفن ہوگئیں ؟

تم بھلا ان سوالات کا جواب کیا دوگے ' میں خود ہی حقیقت کو بے نقاب کردیتا ہوں تاکہ ہر انسان تمہاری اصلی صورت دیکھہ لے ' اور معلوم ہوجاے کہ حق سے تمہارا رشتہ کیا ہے ؟ نہ تو تمہارے اعتقادات بدلے ہیں اور نہ ہی تمہارے مسلک پر کوئی موت طاری ہوئی ہے ' بلکہ اصلی مصیبت یہ ہے کہ تمہارے دل پر موت چھا گئی اور تمہارے ایمان نے تم کو چھوڑ دیا - اصل یہ ہے کہ تمہارے صوبہ کا سب سے بڑا حاکم علانیہ شیعہ کالج کی تحریک کا ساتھہ دے رہا ہے اور کھلے بندوں اسکی حمایت کررہا ہے - یہ دیکھکر تمہارے ہوش و حواس غائب ہوگئے ہیں ' اور مارے ڈر اور ہیبت کے تمہاری جان نکلی جارہی ہے - تم دیکھتے ہو ' مگر بول نہیں سکتے - سنتے ہو ' مگر زبان نہیں ہلا سکتے - چاہتے ہو ' مگر ہل نہیں سکتے - تم کہتے ہو کہ اگر ہم نے ذرا بھی زبان ہلائی تو عجب نہیں کہ ہم دربار شاہی سے مردود ہو جائیں - نخشی ان تصیبنا دائرہ - (۵ : ۵۷)

یہ ہے تمہاری حق پرستی ' یہ ہے تمہاری صداقت ' یہ ہے تمہاری مدۃ العمر کے دعووں اور لن ترانیوں کی کائنات و حقیقت ! آہ ' ایک انسان کے ڈر نے تمہاری روح پر ایسی ہلاکت طاری کر دی ہے کہ تم اس چیز کو زبان سے نہیں نکال سکتے جسکو تمہارا دل حق کہہ رہا ہے - اے سست ایمانو ! تم انسان سے ڈرتے ہو ' مگر افسوس کہ تمہارے دل سے خدا کا خوف اس طرح نکل گیا ہے جس طرح کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑ جاتا ہے : علی خوف من فرعون و ملائہم ان یفتنہم ! (۱۰ : ۸۲)

یہی وہ مقام ہے جہاں آکر تم میرے مقابلے میں بالکل بیدست و پا ہوجاتے ہو ' اور تمام دنیا دیکھہ لیتی ہے کہ حق کس کے ساتھہ ہے ؟ اسکے ساتھہ ہے جو اعلان حق کی وجہ سے اپنی زندگی کو ہر وقت خطروں اور ہلاکتوں میں گھرا ہوا دیکھتا ہے پھر بھی اعلاء کلمۃ الحق سے باز نہیں رہسکتا ' یا انکے ساتھہ ہے جو اپنی پنجاہ سالہ کمائی کو صرف ایک انسان کے وہمی خوف اور ہیبت کی وجہ سے اپنے ہاتھوں تاراج کررہے ہیں ؟ فای الفریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ہے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کیلیے درخواست بھیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا ہے -

شئون اسلامیہ

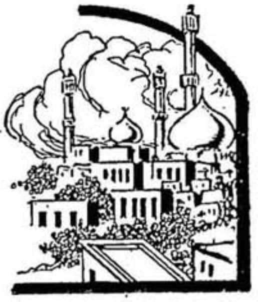

عـراق و لیـلاے عـراق

ایک لمحۂ اشک سرزمین "تجري من تحتها الانهار" کي یاد میں !

یقولون "لیلي" بالعـــراق مریضـة
فما لـــك لا تضني. و انت صدیق !
شفي الله "مرضی" بالعراق ، فانني
علی کـــل مرضی بالعـــراق شفیق
فان تلك "لیلی:" بالعـراق مریضة
فاني في بحر الحتـــوف غـــریق !
اهیـــم با قطـــار البـــلاد و عرضـــها
و ما لی الی "لیلی" الغداة طریق !

یه اشعار عہد امویه کے مشہور عاشق قیس .عامري کي طرف منسوب هیں - کہتے هیں که ایک دن قیس اپني شوریدگي میں بے خبر پڑا تھا که اسکے کانوں میں کسي کي آواز آئي جو کہه رها هے :

الا ان لیلي بالعـــراق مـــریضـــة
و انت خلی البال تلهـــو و ترقد !

"لیلي عراق میں بیمار پڑي هے اور تیرا حال یه هے که بیفکر و بیخبر کھیل کود میں اپنا وقت کاٹ رها هے" :

فلو کنت یا مجنون تضنی من الهوی
لـبت کمـــا بات السلیـــم المسهـــد !

"اے مجنوں اگر تو واقعي بیماري محبت کا مریض هے ' اور تجھے لیلي کے عشق و شیفتگي کا دعوی هے' تو ضرور تھا که تیرے محبوب کے دکھه میں پڑنے کے ساتھه هي تجھپر بھي دکھه طاري هوجاتا' اور اسکي بیقراري سے زیاده تجھه میں بیقراري اور بے چیني هوتي - عشق کا دعوا اور بے دردوں کي طـرح بیفکري ' یه دونوں چیزیں جمع نہیں هوسکتیں "

کہتے هیں که یه سنتے هي قیس مجنوں پر ایک بجلي سي گرگئي ' جوش تاسف میں اُس نے گریبان پھاڑ ڈالا ' سر اور چہرے پر خاک ملنے لگا' عراق و لیلاے عراق کے سو' اسکي زبان سے کوئي لفظ نہیں نکلتا تھا ' وه بیخودانه آ تھا اور ایک سچے دیوانۂ عشق کي شان سے کوه و بیاباں کي طرف روانه هوگیا - ابو عیسیٰ روایت کرتا هے کـه اس وقت مندرجۂ بالا اشعار اُسکي زبان پر تھے - جنکا تـرجمه حسب ذیل هے :

"آه' کہتے هیں کـه لیلي عراق میں بیمار پڑگئي هے - پھر تجھے کیا هوگیا هے که صحیح و تندرست نظر آتا هے - حالانکه اِس محبوبه مریضه کے عشق کا دعوا رکھتا هے ؟

اگر واقعي یه سچ هے که لیلي عراق میں بیمار هے تو مجھے بیماري کي دعوة نه دو - میں تو موتوں اور هلاکتوں کے سمندر میں ڈوبا هوا هوں !

میں شہروں میں گشت لگاتا هوں اور عراق تک پہنچنے کي راه ڈھونڈھتا هوں' لیکن افسوس که لیلي تک پہنچنے کي تمام راهیں بند هوگئي هیں !

خدا سر زمین عراق کے تمام بیماروں کو شفا دے' کیونکه جب سے میں نے اپنے بیمار عراق کي خبر سني هے' عراق کے هر بیمار کیلیے شفیق هوگیا هوں !!"

(٢)

لیکن اے سر زمین عراق ! اے بہشت زار دجلۂ و فرات ! اے مصداق تجري من تحتها الانهار ! اے مایۂ عشق چھل کرور نفوس ملت ! قیس عامري کي لیلي چند دنوں کیلیے تیري آبادیوں میں آ بسي تھي اور اسلیے وه تجھه تک پہنچنے کیلیے بیقرار تھا ' لیکن آه ' همارے لیے تو تیري تمام سرزمین یکسر لیلي زار حسن و جمال هے ' اور تیري کسي ایک عمارت کے اندر هي نہیں ' بلکه تیري خاک کے هر ذرے کے اندر همارے عشق ماضي کا ایک حجلۂ حسن و جمال آراسته هے ! قیس عامري کي لیلي اگر بادیۂ نجد کے خیموں سے نکلکر تیري سر زمین میں آ گئي تھي' تو همارے اقبال رفته کي بھي ایک لیلي هے جو ریگ زار حجاز سے نکلي' اور صدیوں تک تیري سر زمین اسکے لیے منزل عیش و نشاط رهي - بابل و نینوا کي وراثت تیري هي سر زمین میں هم کو دي گئي تھي - کلدان اور مدائن کے مدفون خزانے تونے هي همارے سپرد کیے تھے - هارون الرشید کي سنہري کشتیاں تیرے هي دجله میں تیرتي تھیں' مامون اعظم کا دربار عظمت و اجلال تیرے هي خاک کا ایک افسانه گذشته هے - تو هي هے که تیري زمین کا ایک ایک کھنڈر' تیري خاک کا ایک ایک توده ' تیري نہروں کي ایک ایک لہر' کاروان رفتۂ لیلي کا نقش قدم اور کارو بار عشق ماضي کا افسانه سرا هے - اور پھر اے سر زمین لیلي ! تیسري هي فضاء محبوب هے جسکے هر ذرے سے آج بھي بازگشت ناقۂ لیلي کي صدائیں اُٹھه رهي هیں' اور هر اُس مجنوں کیلیے ملامت هے جو عشق لیلي کے دعوے کے ساتھه سر زمین لیلي سے

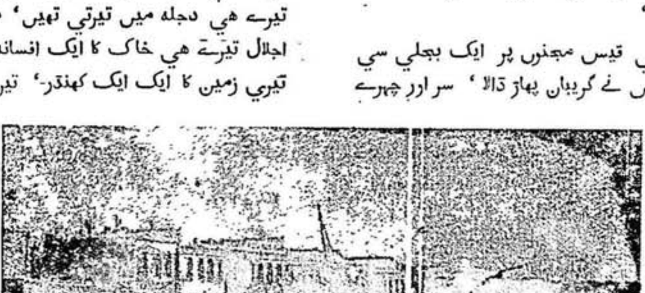

عماره کا منظر دجله کي طرف سے !

بغداد کا جدید پل

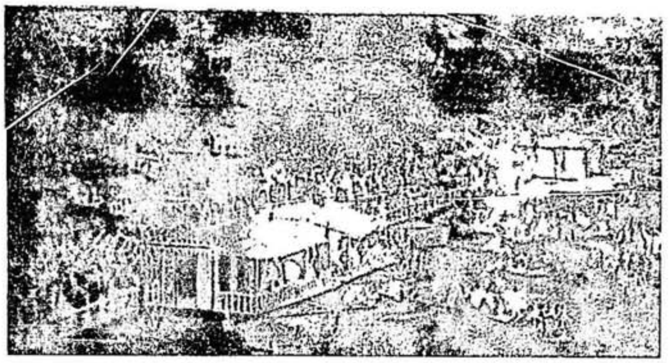

تغافل بهي کر رها هے ' حالانکه عشق ليلى کا دعوا اور مسکن ليلى سے غفلت ' يه دونوں چيزيں ايک دل ميں جمع نهيں هوسکتيں :

فلو کنت يا مجنون تضني من الهوى
لبت کما بات السليم المسهد !

پس افسوس هر اُس دل پر' جس نے "ليلي" کي ياد کو ايک لمحه کيليے بهي بهلايا' اور صد افسوس هر اُس آنسو پر جو "ليلي" کے سوا کسي دوسرے کيليے بهايا گيا :

اذا کان هذا الدمع يجري صبابة
على غير ليلي ' فهو دمع مضيع !

(٣)

مندرجهٔ بالا سطور بے اختيار قلم سے نکل گئيں جبکه موجوده واقعات کي تقريب سے هم نے اراده کيا که سر زمين عراق و بغداد کے بعض مناظر البلاغ کے صفحات پر شائع کريں - عالمگير جنگ يورپ کے معرکے کچهه عرصه سے سر زمين ايشيا ميں منتقل هوگئے هيں' از انجمله سر زمين بغداد هے جهاں مهينوں سے ميدان اقدام و ادبار گرم هے ' اور خصوصيت کے ساتهه قط العماره اور مابين بصرة و بغداد کے مقامات دنيا کے سامنے آرهے هيں - چنانچه اس مرقع ميں بهي سب سے پهلے العماره کي آبادي کا ايک منظر آپ کے سامنے هے جو دجله کے کنارے واقع هے' اور اگر آپ چشم تصور سے کام ليں تو انهي ساحلي عمارتوں کے عقب ميں جنگ عراق گذشته کے بهت سے عبرت انگيز نتائج و حوادث نظر آسکتے هيں - و هموا بما لم ينالوا !

يه مناظر دجله کے سلسلے ميں پهلا منظر تها - نهر دجله کا دوسرا منظر بغداد جديد کي وسط آبادي کا هے جهاں مغربي و مشرقي آبادي کو ايک نئے پل کے ذريعه ملا ديا گيا هے ' اور پل کے دونوں طرف چهوٹي چهوٹي کشتياں بکثرت نظر آرهي هيں - يه کشتياں اب تو زياده تر شهر کي اندروني آمد و رفت کيليے کام ميں لائي جاتي هيں ' ليکن کسي زمانے ميں هارون الرشيد اور مامون اعظم کي سير و تفريح کا بڑا ذريعه يهي تهيں ! و تلک الايام نداولها بين الناس -

تيسرا مرقع سفارت خانه برطانيه کي جديد عمارت اور دجله کي قديم رواني' دونوں کا مشترک منظر هے - دجله کي سطح اگرچه بالکل خاموش اور ساکن هے - حتى که ايک هلکي سي لهر بهي اسپر حرکت کرتي هوئي نظر نهيں آتي' تاهم اگر آپ سننا چاهيں تو اسکي زبان چپ نهيں هے - آپ کو معلوم هے که صدائيں صرف لبوں کي حرکت هي سے نهيں نکلتيں - بارها ايسا بهي هوتا هے که ايک خاموش چهره اور ايک غير متحرک لب ان اغراض و اسرار کي شرح و تفصيل کرديتا هے جنکے ليے زبان کي حرکت اور حلق کي آواز بالکل گونگي هوتي هے - خاموش فصاحت نے اکثر گويائي کے دعووں کو شکست دي هے :

لسان عدي في الهوى و هو ناطق
و دمعي فصيح في الهوى و هو اعجم !

نظارهٔ دجله کي ان تين منزلوں کے بعد اب ذرا اُن لوگوں کے حالات پر بهي نظر ڈال ليجيے جنکي ياد دجله کي ياد اور سر زمين دجله سے وابسته هے - ايک عجيب مخروطي شکل کا گنبد آپ ديکهه رهے هيں جو کسي هشت پهلو عمارت کے اوپر سے نماياں هے ' اور عمارت کے هر طرف پخته قبريں بني هوئي هيں - يه مشهور زبيده خاتون زوجهٔ هارون الرشيد کا مقبره هے ' اور دجله کے بعد هي آپکے سامنے آگيا هے تاکه مکان کے ساتهه اسکے پچهلے مکينوں کو بهي دو گهڑي ياد کرليں -

بغداد اور بغداد والوں کو يهيں چهوڑ ديجيے' اور آگے بڑهيے - اب آپ گنبدوں اور مناروں کي ايک موثر سرزمين کي طرف بڑهه رهے هيں جسکي ياد و تذکره کي تقديس کو زمانه کے صدها تغيرات و حوادث بهي نقصان نه پهنچا سکے' اور جو سر زمين عراق کا سب سے زياده پر اثر اور تاريخي حصه هے - يه کربلا کي سر زمين عبرة و بصيرة هے ' اور روضه حضرة سيد الشهداء امام حسين عليه السلام کا درخشاں گنبد اور اسکے سر بفلک منارے آپ ديکهه رهے هيں - يه منارے حق کي طاقت کا اعلان هيں ' اور کلمهٔ حرية کي فتح اور کلمهٔ استبداد کے خسران و خذلان کي شهادت هيں - وه بتلا رهے هيں که دنيا ميں سب سے بڑي طاقت حق کي هے نه که انساني تاج و تخت کي ' اور خدا کي زمين پر سب سے بڑا فتحمند وهي هے جس نے سب سے زياده مظلومي کے ساتهه اپنا خون بهايا - تيره سو برس هوے که اس سرزمين پر دو گروه باهم معرکه آرا هوے تهے - ايک گروه صرف بهتر بهوکے پياسے انسانوں کا ضعيف و ناتوان مجمع تها ' اور جانوں اور گردنوں کے سوا اسکے پاس کچهه نه تها - دوسري طرف دمشق کا تاج و تخت ' حکومت و سلطنت ' ساز و سامان خسروي و ملوکي ' اور هزارها انسانوں کا قاهر و جابر گروه تها - بظاهر پهلي جماعت نے شکست پائي ' کيونکه قتل کي گئي ' اور اسکے خون سے ساحل فرات کي سرزمين مدتوں تک سرخ رهي' ليکن في الحقيقت يه ايک محض عارضي منظر تها - غور کيجيے که آخر کي فتحمندي اور عاقبة کار کي کاميابي کس کو ملي ؟ انکو جنکے نام و نشان سے بهي آج تمام سطح ارضي خالي هے ' يا اسکو جسکا گنبد آجتک اپنے بقاء ذکر اور کلمهٔ باقيه کے ثبوت ميں سر بفلک استاده هے ؟ يه کيسي عجيب بات هے که آج تمام شاهان بنو اميه ميں سے کسي ايک شخص کي قبر کا بهي دنيا سراغ نهيں لگا سکتي - کيونکه بنو عباس نے انکي قبروں کو اُکهاڑ اُکهاڑ کے مسمار کرديا ' اور کوئي اثر دنيا ميں باقي نه رکها - بر خلاف اسکے مدفن کربلا کا اثر مجسم ابتک حي و قائم موجود هے' اور اگرچه مخالفين کے دست تظلم نے بارها اسکو بهي مسمار و بے نام و نشان کرنا چاها' تاهم اسکا نشان کسي طرح نه مٹ سکا که ظلم کا دهبه کبهي نهيں دهل سکتا - پهر کيا بقا ے قبور و آثار کے بارے ميں بهي زمين قانون بقاے اصلح کي پابند هے ' اور اپني گود ميں صرف اسي کے اثر کو باقي رکهنا چاهتي هے جو اصلح تها ؟

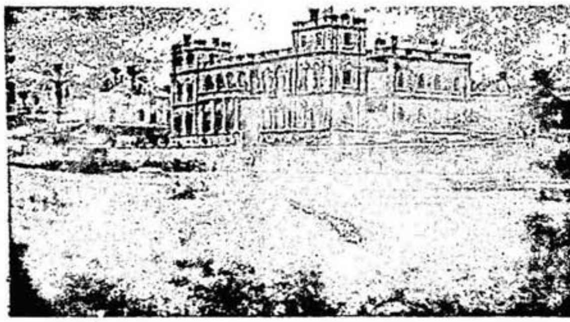

سفارت خانه برطانيه بغداد

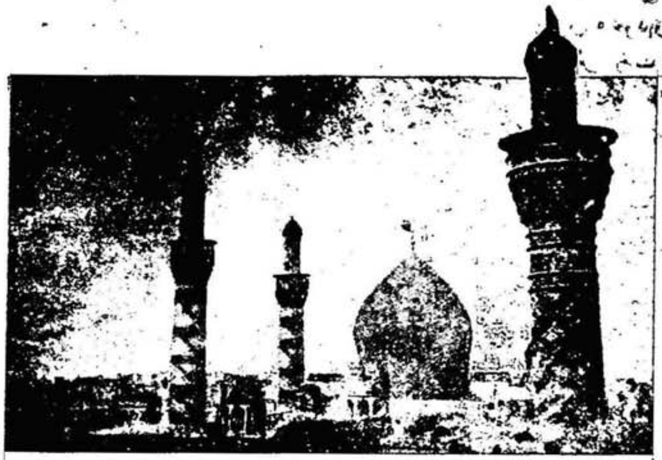

مشهد مبارک حضرت امام حسین علیه و علی ابائه و اجداده الصلواة والسلام

اللہ تعالی نے مسلمانوں سے بہشت و نعائم بہشت کا وعدہ کیا تھا' اور باغوں کی سرسبز و شاداب زندگی کی بشارت دی تھی:

و بشر الذین آمنوا و عملوا الصالحات ان لهم جنات (بقره)	جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحه اختیار کیے' تو انکو باغوں کی زندگی کی بشارت دیدو -

یه باغ وہ تھے جنکا سب سے زیادہ نمایاں وصف یه تھا:

تجری من تحتها الانهار (بقره)	انکے تلے نہریں بہه رہی ہونگی -

یہی جنت تھی جسکا ایمان والوں سے وعدہ کیا گیا تھا' اور جسکا وعدہ گذشتہ صالح قوموں سے بھی کیا گیا تھا:

تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا (مریم)	ہمارے بندوں میں جو متقی ہوگا' ہم ایسی ہی جنت کا اسے وارث بنائیں گے -

ارباب ایمان و عمل صالح کیلیے یه وعدہ آخرة میں پورا ہونے والا ہے - لیکن اسمیں کچھه شک نہیں که دنیا میں بھی پورا ہوگیا' اور جو لوگ خدا کے متقی بندے تھے' انہوں نے اپنی آنکھوں سے بہشتی زندگی کی نعمتوں کو دیکھه لیا - کرۂ ارضی کی تمام بہشتی سر زمینوں کے وہی وارث ہوے' اور فتح مندی و کامرانی کی سلطانی و کامرانی صرف انہی کیلیے نامزد کی گئی - اس بہشتی زندگی میں نه تو انکے لیے غم تھا اور نه ہی نامرادی' نه مایوسی کو وہاں بار تھا' اور نه نا امیدی کا وہاں نام و نشان - وہ جو چاہتے تھے پاتے تھے' اور جس نعمت کیلیے اٹھتے تھے' وہ خود انکے سامنے جھکنے کیلیے دوڑتی تھی:

جناة عدن التی وعد الرحمن عباده بالغیب انه کان وعده ما تیا - لا یسمعون فیها لغوا الا سلاما' و لهم رزقهم فیها بکرة و عشیا! (مریم)	دائمی عیش و مراد کے باغ جنکا وعدہ خداے رحمن نے اپنے نیک بندوں سے کیا' اور جو اگرچه انکے سامنے نہیں ہیں اور نه ابھی وہ دیکھه سکتے ہیں' مگر اللہ کا وعدہ یقیناً پورا

ہوکر رہیگا - اس بہشتی زندگی میں سلامتی و کامرانی کے سوا کوئی بیکار و فضول صدا انکے کانوں میں نہیں پڑیگی - انکی رزق صبح و شام انکے لیے طیار رہیگی - اپنی احتیاج اور رزق کیلیے وہ کبھی دکھه نه اٹھا لینگے!

اس بہشتی زندگی کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یه تھی که تجری من تحتها الانهار - پس آخرة کی جنت اعلی کا پرتو دنیا کی حیاة بہشتی میں بھی نظر آگیا' اور وہ تمام بہشتی سرزمینیں مسلمانوں کو سپرد کردی گئیں' جنکے تلے پاک و شفاف پانی کی نہریں بہه رہی تھیں - آہ' سرزمین عراق ہی وہ دنیا کی

جنت تھی جو عاقبت کی جنت کا ایک ظل کامل ہے' اور جسکے نیچے دجله و فرات کی نہریں ہر جگه اور ہر حصے میں بہه رہی ہیں! یہی جنت دنیا کے سب سے بڑے تمدنوں اور بڑی سے بڑی قوموں کی وراثت میں آئی - بابل و نینوا کے تمدن نے یہیں نشو و نما پایا' اور ایرانیوں کا تخت جلال و عظمت صدیوں تک یہیں حکمرانی کرتا رہا - بالاخر وراثت ارضی کی جب آخری بخشش ہوئی تو دنیا کے تمام خزائن و دفائن کے ساتھه تجری من تحتها الانهار کی بہشت ارضی بھی مسلمانوں ہی کو سپرد کی گئی: تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا!

دنیا نے انقلابات و تغیرات کے سینکڑوں رنگ بدلے - مسلمانوں نے اپنے اعمال صالحه سے اگر اس بہشت ارضی کا اپنے اپکو مستحق ثابت کیا تھا' تو بد اعمالیوں سے اپنی نا اہلی کا خود ہی فیصله بھی کردیا - انکے باہمی اختلاف و شقاق کی تلواریں سب سے زیادہ اسی مدینة السلام میں چمکیں' اور مسلمانوں کے ایک گروہ نے ہمیشه اس بہشت سے دوسرے کو بیدخل کرنا چاہا - خدا کی زمین صرف صلحاء کیلیے ہے: ان الارض یرثها عبادی الصالحون اور اس بنا پر کچھه عجیب نه تھا اگر اس بہشت ارضی کے بسنے والوں کو حکم الہی ملتا جیسا که اور بہت سی سر زمینوں میں ملا:

اهبطوا! بعضکم لبعض عدو -	اس جنت سے نکل جاؤ - تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے -

لیکن اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ صرف پورا ہی ہونے کیلیے ہے - اس نے تجری من تحتها الانهار کی بہشت کی جہاں کہیں بشارت دی ہے' وہاں ساتھه ہی یه بھی فرما دیا ہے: تجری من تحتها الانهار خالدین فیها! یعنی اس سر زمین بہشت کے تلے نہریں بہه رہی ہونگی' اور اسمیں مسلمان ہمیشه رہینگے - کبھی اس سے نکالے نه جائینگے - اسکے وعدہ کی سچائی کو دیکھو که دنیا میں صدہا انقلابات و تغیرات ہو چکے ہیں' لیکن " خالدین فیها " کے وعدہ کا فرمان حق ابتک بدستور نافذ و قائم ہے' اور تیرہ صدیوں کی عظیم الشان مدت کے اندر ایک لمحه بھی ایسا نہیں گذرا ہے که اس وعدہ کی سچائی میں فرق آیا ہو - اس وعدۂ الہی کے ماضی کو تمام دنیا دیکھه چکی ہے' مگر مستقبل کو دیکھنا ابھی باقی ہے:

و کان وعدا مفعولا! -

قبه زبیده خاتون زوجه هارون الرشید

اطلاع

اگر الہلال کی پہلی شش ماہی جلد کسی صاحب کے پاس مکمل موجود ہو' اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر کو اطلاع دیں -

اسئلة و اجوبتها

تفسيـــر ســـورة و التيـــن

اقســـام القـــران

(از جناب مولوي وصي احمد صاحب بلگرامي)

جناب علامۂ دوران وحيد الزمان مولانا ابو الكلام صاحب آزاد دام مجدكم - پس از سلام مسنون گذارش يه هے كه البلاغ نمبر ٥ و ٦ ميں جناب مولوي مظهر الدين صاحب شيركوٹي نے جو سورۂ و التين پر روشني ڈالي هے ' اوسكے متعلق چند ضروري استفسارات هيں :

ملاحظه هو فرماتے هيں : " انجير ' زيتون ' طور سينيا ' مكۂ معظمه ' اس دعوے پر شاهد هيں كه همنے انسان كو بهترين حالت ميں پيدا كيا هے "

طور سينا اور مكۂ معظمه كي شهادت تو واضح هے كه حضرت موسى اور جناب رسالت مآب صلى الله عليه و آله و سلم كي آنكهيں نور وحدت سے انهيں مقاموں پر منور هوئيں - ضعيف انسان كي بزرگي پر يه دونوں صاد كرتے هيں ' اور اسليے گواه لاے جاسكتے هيں - مگر تين اور زيتون كي شهادت كے متعلق جناب موصوف يوں فرماتے هيں :

(۱) " انجير ايک نهايت چهوٹا پهل هے ' ليكن غذا و دوا ميں بے شمار فوائد ركهتا هے - ذائقه كے لحاظ سے نهايت شيريں هے ' باعتدار طبي فوائد كے قاطع بلغم ' ملين طبع ' مطهر كلتين ' مسمن بدن ' وغيره اسكے معمولي خواص هيں - پس انجير شاهد هے كه جسطرح جسم صغير هوكر بيشمار فوائد كا مجموعه هے - اسيطرح وجود انساني بهي جسماً مختصر ' ليكن مختلف قوتوں كا پتله هے "

(۲) " جسطرح زيتون ميں روغن حلول كيے هوے هے ' اور زيتون كي قدر اوسكے روغن هي كي وجه سے هے ' اسيطرح انساني جسم ميں بهي روح كا حلول هے ' اور اسكا شرف بهي اوسي روح هي سے هے ' ورنه انسان مٹي كا ايک ڈهير هے - اور بس "

همنے يه سب مانا ' ليكن سوال يه پيدا هوتا هے كه جسطرح انجير اپنے جسم صغير ميں بيشمار فوائد اور زيتون اپنے قالب ميں تيل كا خزانه ركهتا هے ' اسي طرح روے زمين پر اور نيز ملک عرب ميں هزاروں لاكهوں ايسے پهل هيں ' جو يهي خواص ركهتے هيں - پهر كيا وجه كه اتني بڑي شهادت پيش كرتے وقت جناب باري نے انجير اور زيتون هي كو چنا ؟

جناب موصوف كي توضيح سے تسكين نهيں هوتي - انگريزي پڑهنے والے طلبا كي آنكهيں اور دل ظاهر هے كه آجكل كلام مجيد كي ... سے نابينا هيں - اندها آدمي مجبوراً هر قدم ... هے ' اس صورت ميں بينا آنكهوں كا فرض هے كه ... هيں - لهذا يه عريضه ارسال خدمت گرامي هے كه تين اور زيتون كي شهادت پر سلوک مذكورهٔ بالا كا لحاظ كرتے هوے جناب مزيد روشني ڈالنے كي تكليف گوارا فرمائيں ' باعث مشكوري هوگا - والسلام -

البـــلاغ :

قرآن حكيم كے فهم و درس كا جو ذوق آپكے خط سے ظاهر هوتا هے ' اس سے يه فقير نهايت خوش وقت هوا - الله تعالى آپكے اس ذوق ميں بركت و ثبات عطا فرماے ' اور آپكے امثال و نظائر سے همارے جديد مدارس كي عمارتيں معمور هو جائيں -

آپكا سوال در اصل مسئلۂ " اقسام القران " سے تعلق ركهتا هے - يعني قران حكيم كي جن سورتوں ميں الله تعالى نے حروف قسم كے ساتهه بعض اشياء كا ذكر فرمايا هے ' انكي حقيقت ' اور جواب قسم سے انكا ربط و تعلق - ازانجمله سورۂ والتين هے ' اور اسميں سب سے پہلے تين و زيتون كي قسم نظر آتي هے - درس و فهم حقائق قرانيه كي مختلف راهيں هيں ' اور بسا اوقات انكي حقيقت مختلف نظروں كو مختلف روشنيوں ميں نظر آتي هے - تين و زيتون كے متعلق ايک تفسير امام رازي رحمة الله عليه كي تهي جسكو مولانا مظهر الدين صاحب نے اپنے مضمون ميں نهايت خوبي سے پيش كيا هے ' اور انكے خصائص كو نوع انساني كے جسم و حقيقت كے خصائص سے تشبيه دي هے - ليكن اسميں كوئي شک نهيں كه سورة كے موضوع اور بقيه اقسام كے ربط كيليے صرف اتنا هي كافي نهيں هے - مزيد غور و فكر اور جستجوے حقيقت كيليے قدم اٹهانا چاهيے - ميں آپكے سوال كا جواب دو صحبتوں ميں دونگا -

(چند مقـدمات مهمـه)

سب سے پہلے چند مقدمات آپكے سامنے آجائيں جن پر دارومدار تمام مباحث تفسير منبي هيں -

(۱) قرآن حكيم كي هر سورة كا ايک موضوع (سبجكٹ) هے - اور اول سے ليكر آخر تک وه سورة اسي پر مبني هے ' جسقدر مطالب درميان ميں آگئے هيں وه سب كے سب اسي ايک موضوع اصلي كے ناگزير و ضروري اطراف بحث و تعليم هيں -

(۲) هر ســـورة كي ابتدا و انتها اس موضوع كے معلوم كرنے كي كنجي هے -

(۳) جب هر سورة كا ايک موضوع هے تو يه چيز بهي ضمنا آپكو معلوم هوگئي كه قران كي تمام آيات باهم مربوط و مسلسل هيں ' اور اِک نظم و اسلوب حقيقي كے ساتهه سلسلۂ بيان بتدريج اجمال سے تفصيل ' دعوے سے دليل ' اور تعليم سے امثال و نظائر كيطرف بڑهتا اور كهلتا جاتا هے - اسي كو قران حكيم نے " تصريف آيات " سے جا بجا تعبير كيا هے - " صرف " كے معني لغة ميں " رد الشي من حالة الى حالة " كے هيں (كما صرح به الاصفهاني)

(۴) " قسم " كے معني شهادت و دلالت كے هيں ' قران حكيم نے جس چيز كو حروف قسم كے ساتهه پيش كيا هے ' وه ايک شاهد هے جو اپنے ما بعد دعوے كيليے دليل پيش كرتا هے - قسم كا مقصد استشهاد هوتا هے - هم خدا كي قسم كهاتے هيں - يعني كهتے هيں كه خدا شاهد هے كه هم نے جهوٹ نهيں بولا - سورۂ و الفجر ميں هے " هل في ذالك قسم لذي حجر " يعني ان چيزوں ميں صاحب عقل كيليے بڑي هي شهادت هے - منافقين كهتے تهے كه " اشهد انك لرسول الله " هم گواهي ديتے هيں آپ الله كے رسول هيں - خدا نے انكي تكذيب كي اور كها: " اتخذوا ايمانهم جنة " انهوں نے اپني قسموں كو ڈهال بناليا هے - يه ظاهر هے كه منافقين نے شهادت دي تهي - قسم نهيں كهائي تهي - پس خدا نے خود هي شهادت كو قسم سے تعبير كركے حقيقت كهولدي -

ليكن چونكه عام مفسرين متاخرين نے اس حقيقت پر غور نهيں كيا ' اسليے وه اس دهوكے ميں پڑگئے كه قسم اُس چيز كي

کھائي جاتي هے جسمیں بڑائي اور عظمت هو - اسلیے تمام قسموں میں صرف عظمتوں هي کو تلاش کرتے رهے - انکي شهادت حق و دلالة حقائق پر نظر نه ڈالي - امام رازي گو فرماتے هیں که قسم ایک طرح کي دلیل هے' لیکن چونکه اصل حقیقت سے پوري طرح متاثر نہیں هیں' اسلیے اُسي غلطي کو شروع کر دیتے هیں جو اعتراف معني دلیل کے ساتهه جمع نہیں هو سکتي تهي - یعني تین اور زیتون کي عظمت اور بزرگي کو ثابت کرنا چاهتے هیں - پهر جب آور کچهه نظر نہیں آتا تو فرماتے هیں که تین (انجیر) کا مزہ بہت اچها هے' اور وہ معدے کیلیے مسہل و ملین هے' اور زیتون کي لکڑي کے اندر تیل هے ! گویا نه تو دنیا کے اندر کوئي اور پهل ملین هے اور نه کوئي اور شے اپنے اندر روغن رکهتي هے !

سچ یه هے که متاخرین میں یه فضیلت و عزت الله تعالی نے صرف حضرة شیخ الاسلام ابن تیمیه اور انکے ارشد تلامذہ علامه ابن قیم کیلیے مخصوص کردي تهي که حقائق و معارف کتاب و سنت کے جمال حقیقي کو بے نقاب کریں' اور جو پردے متاخرین نے یکے بعد دیگرے ڈالدیے هیں' انکو الله کي بخشي هوئي قوۃ مجددہ و مصلحه سے چاک چاک کردیں - چنانچه تاریخ اسلام کے ان دو عظیم الشان انسانوں نے اقسام القران کي اس حقیقت کو جا بجا واضح کیا هے - اور موجودہ زمانے میں سب سے بڑا خوش نصیب انسان وہ هے جسکے دلونکو الله ان مصلحین حقیقي کي تصنیفات کے فهم و درس کیلیے کهول دے که انکا نور علم مشکواۃ نبوۃ سے براہ راست ماخوذ تها -

(موضوع ســـورۂ والــتین)

دنیا میں انسان اپنے اندر دیکهتا هے تو اسکو جذبات و موثرات کا ایک عجیب مخلوط اور متضاد هجوم نظر آتا هے باهر دیکهتا هے تو اسکي ناکامیاں اور مایوسیاں اوسکي کامیابیوں اور امیدوں سے زیادہ نظر آتي هیں -

جذبات کے اعتبار سے وہ ایک هي وجود هے جو کبهي فرشتوں کي طرح محبت و همدردي اور شرافت و عفت کا پیکر هے' اور کبهي قتل و هلاکت اور خونریزي و سفاکي میں سانپوں کے زهر سے بدتر اور درندوں کے پنجوں سے اسفل هے - وهي انسان جو جانوروں کو تکلیف میں دیکهکر همدردي کے جذبات سے معمور هوجاتا هے' بسا اوقات اپنے بهائیوں کا بیدریغ خون بہانے لگتا هے تاکه انکے خون سے اپني خود غرضي کي پیاس بجهائے -

خارجي اعمال کے لحاظ سے اسکي بوقلموني اور زیادہ عجیب هے - وہ ایک هي وجود هے جو کبهي تاج و تخت حکومت پر جلوہ آرا هوتا هے' اور کبهي کتوں کي طرح غلامي کي خاک پر لوٹتا هے - کبهي اسکي همت سر بفلک عمارتوں کے بنانے' پهاڑوں کے کاٹنے' سمندروں کے مسخر کرنے سے نہیں تهکتي' اور کبهي ایسا هوتا هے که پتوں کي ایک دیوار کو کهڑا کرنا بهي اسکے لیے مشکل هو جاتا هے -

وہ کبهي بجلي سے ڈرتا هے' طوفان' سے لرزتا هے' آسمان کو دهشت و خوف سے دیکهتا هے' اور پهر اسقدر انکے مظاهر و شئون سے مرعوب هوجاتا هے که انکي پرستش و بندگي شروع کردیتا هے' اور کہتا هے که میں انکے آگے صرف جهکنے اور عاجزي هي کیلیے هوں - اسکے تنزل و تسفـل کیلیے یه مثال بهي کافي نہیں - ایک وقت آتا هے جبکه دنیا میں پتهر کے اُن ٹکڑوں کیلیے جو راستوں میں ٹهوکریں کهاتے هیں' عزت هوتي هے' پر انسان کیلیے کوئي عزت باقي نہیں رهتي - وہ انسان هوکر پتهروں کے آگے ماتها ٹیکتا' انکو اپنے آقا اور خداوند کي طرح پوجتا' اور اپني حیات و ممات کو انکي رضا و غضب میں منحصر یقین کرتا هے - کتا زیادہ سے زیادہ انسان کے آگے جهکتا هے که وہ کتے سے اشرف و اعلی هے - گهوڑا اور هاتهي انسان کے چاکر بن جاتے هیں که انسان کي عظمت کا مقابله نہیں کرسکتے' مگر انسان کتے سے بهي بدتر اور گهوڑے اور هاتهي سے بهي اسفل هے که اپنے سے اعلی کے آگے نہیں بلکه اپنے هي جیسے کے سامنے یا اپنے سے بهي بدتر کے آگے جهکتا اور [illegible] هوتا هے !

تم کسي کتے کو نہیں دیکهوگے که وہ کسي دوسرے کتے کے آگے عاجزي کرے' لیکن یه انسان هي هے که اپنے جیسے ایک انسان کو چاندي سونے کے تخت پر بٹهاتا هے' اور پهر کتوں کي طرح اسکے آگے زمین پر لوٹتا اور ذلت مذلت چاٹتا هے -

اعمال انساني کے اس اختلاف و تضاد اور انفعالات و ذہنیات عملیه کي اس بوقلموني و رنگا رنگي میں انساني فطرۃ اصلیه کي حقیقت گم هوجاتي هے - بهید نہیں کهلتا که یه عجیب جانور جو سب سے بڑا بهي هے اور سب سے چهوٹا بهي' اسکي اصلي مناع فطرۃ کیا تهي جو اسے دیگئي تهي؟ وہ في نفسه شیطان هے یا فرشته؟ بهیڑیا هے یا بکري؟ تاریکي هے یا روشني؟ نیک هے یا بد؟ اچها هے یا برا؟

(مسئلۂ خیر و شر فطرۃ انساني)

یه سوال انسان کي اصل فطرۃ و جبلۃ کي نیکي اور بدي کا هے - یعني کیا بالطبع وہ نیک بنایا گیا هے یا بد؟ یا دونوں؟ اسکے داخلي جذبات و داعیات کي کشاکش اور خارجي اعمال و نتائج کا میدان تو نور و ظلمت' ملکوتیۃ و بهیمیۃ' حسن و بد روئي' علو و تسفل' عظمت و ذلت' نیکي و بدي' دونوں کا مجموعه نظر آتا هے' اور کچهه پته نہیں چلتا که در اصل وہ کیا هے؟

دنیـا میں ابتـدا سے لیکر ابتک اس سـوال کے متعلق تین مختلف مذاهب نظر آتے هیں :

(۱) انسان کي اصلي جبلت و فطرۃ بدي هے' لیکن باهر کي تربیت اسکو عارضي طور پر خوشنما کردیتي هے - وہ حقائق فطرۃ کے اعتبار سے ایک خالص حیوان هے - لیکن تربیت پذیري کے اعتبار سے انپر فوقیت رکهتا هے - درخت کي جڑ اور شاخیں متناسب نہیں هوتیں' لیکن انکو کاٹ کر او ر چهیل کر هم درست کر لیتے هیں فطرۃ کي تمام خلقت کا یہي حال هے - اصل فطرۃ میں قوام و اعتدال نہیں هوتا - چهیل چهال کر اسے معتدل بنالیا جاسکتا هے - یہي حال انسان کا هے - باهر کي صناعي تربیت سے ایک نیا رنگ اسکے اوپر چڑها لیتا هے' لیکن جب اوپر کا رنگ کمزور هوجاتا هے تو اصلي ته نظر آجاتي هے - بڑا سے بڑا مهذب انسان بهي غصه و انتقام میں درندہ بن جاتا هے - اسلیے که اسکا مصنوعي رنگ اُتر گیا اور اسکي اصلي فطرۃ شر اُبهر آئي -

یه مذهب "مذهب شر" یا "مذهب یاس" هے - وہ دنیا کي هر چیز کو شر اور یاس کي نظر سے دیکهتا هے - یونان میں دیو جانس کلبي (Diogenes) اسي فلسفۂ اخلاق کا مشہور بیشوا گذرا هے -

(۲) دوسـرا مذهب اُن لوگوں کا هے جو انسان کي فطرۃ کو بالکل ایک سادہ حالت میں دیکهتے هیں اور کہتے هیں که اسمیں نه تو نیکي هے اور نه بدي هے - نه وہ کانٹوں کي چبهن هے اور نه پهولوں کي مہک - وہ محض ایک منفعل' اثر پذیر' اور نقش انگیز وجود هے جو اپنے ساتهه کچهه نہیں لاتا مگر دنیا میں آکر جو کچهه پاتا هے لے لیتا هے - وہ ایک دامن هے جسکے اندر سوائے گنجایش و عمق کے اور کچهه نہیں هے - اسمیں هر طرح کا بوجهه بهرلینے کي صلاحیت هے مگر ابهي کوئي چیز اسمیں بهري نہیں گئي هے - اب اگر اسیکو پتهر ملا هے تو اسکو بهر لیگا' پهول ملے هیں تو انهي [illegible] اُٹها لیگا - یه تشبیه واضح تر یه که انسان کي فطرۃ اصلا ایک سفید کاغذ هے - اسپر کوئي نقش نہیں هوتا - نه تو [illegible] کي تصویر هوتي هے اور نه پهول کي - اب جو کچهه اسپر بنا یا جائیگا' بن جائیگا -

حکماء یـونان میں اس مذهب کا ایک دور رهچکا هے - معتزله نے بهي زیادہ تر اسي کي پیروي کي تهي' آج یورپ میں بهي حکماء اخلاق کا ایک بڑا گروہ یہي کہتا هے -

(۳) تیسرا مذهب "جامع خیر و شر" کے [illegible] کہتا هے که :

آدمـي زادہ طـرفـه معجـون ست !

نیکي اور بدي' دونوں [illegible] فطرۃ میں موجود هیں [illegible] وہ شیطان اور فرشته دونوں هے [illegible] ملکوتي و بهیمي دونوں رکهتا

ہے - دنیا میں آکر جس قسم کے خارجی موثرات ملتے ہیں' انہی کے مطابق اسکی کونپل ایک قوۃ نشوو نما پاتی اور بروز کرتی ہے - اگر ان اثرات اسکے لیے جمع ہوجائیں جنکو تم "نیکی" کے لقب سے پکارتے ہو، تو اسکی قوت ملکوتی ابھریگی اور چمکیگی' لیکن اگر برخلاف اسکے بدی کا گرد و غبار چھا جایگا تو نیکی کی چمک ماند پڑجائیگی' اور بدی کی تاریکی پھیل اٹھیگی - اس مذہب کے پیرو کے نزدیک انسان کے اندر بالقوۃ ملکوتیۃ و بہیمیۃ دونوں ہیں' مگر انکا فعل تربیت و تاثرات سے نمود پکڑتا ہے - گویا نیکی اور بدی دو بیج ہیں جنکو انسان اپنے ساتھہ دنیا میں لاتا ہے' پھر جس بیج کو تربیت و تاثر کا پانی ملجاتا ہے' وہی پھولتا پھلتا اور تناور درخت بنتا ہے -

دنیاے قدیم و جدید' دونوں میں اس مذہب نے بہت ترقی و مقبولیت حاصل کی ہے - ارسطو کا بھی یہی مذہب تھا' اور تقریباً تمام حکماء اسلام نے اسی کو قبول کیا ہے - ابن مسکویہ جس نے یونانی اخلاق کو سب سے زیادہ مشرح و منظم لکھا ہے' اسی مذہب کا داعی ہے - دور جدید کے حکماء اخلاق میں بھی یہی مذہب زیادہ مقبول ہے - امام فخر الدین رازی وغیرہ تمام مفسرین تفسیر قرآن میں اسی مذہب کو پیش نظر رکھتے ہیں' اور " و ھدیناہ النجدین" اور "فالہمہا فجورہا و تقواہا" وغیرہ آیات کریمہ کی تفسیر اسی مذہب کی بنا پر کرتے ہیں - کہا جاسکتا ہے کہ مسئلہ خیر و شر فطرۃ کے متعلق دنیا کا غالب اور عام اعتقاد یہی ہے - اور چونکہ انسانی اعمال و نتائج میں خیر و شر دونوں نظر آتے ہیں' اسلیے ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہی مذہب زیادہ صحیح و احق ہے -

(القـرآن الحکیـم)

قرآن حکیم نے دین الہی کا دوسرا نام " العلم " رکھا ہے :

ولئن اتبعت اھواءھم	اور اگر تونے انکی خواہشوں کی پیروی
بعد الـذی جاءک	کی' بعد اسکے کہ تیرے پاس علم یعنی
مـن العـلـم -	دین الہی آ چکا ہے - الخ -

ہر جگہ گمراہ قوموں کے بغی و ضلالت پر ملامت کرتے ہوے کہا :

فما اختلفوا الا بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم - (۴۵ : ۱۶)

حاملین قرآن کی نسبت کہا : فی صدور الذین اوتو العلم - وہ انکے سینوں میں ہے جنکو علم دیاگیا - نیز کہا کہ یہ " برہان " ہے " بصائر " ہے " نور " ہے' " بصیرۃ " ہے' اور ہر جگہ کفر کو کہا کہ وہ " ظن " ہے " شک " ہے' تخمین ہے' اور اٹکل کی باتیں اور قیاسات ہیں : ما لھم بذالک من علم انھم الا یظنون - پھر دین الہی کے ماننے اور اطاعت کرنے کو " ایمان " کہا' اور ایمان والوں کو " مومن "- ایمان امن سے ہے اور امن کے معنی " طمانیۃ النفس" اور زوال خوف و شک کے ہیں - ان تمام تصریحات سے واضح ہوا کہ دنیا میں علم و یقین صرف ایک ہی ہے اور وہ وحی الہی ہے' اور اسکے سوا اور جسقدر ادعاء علم کے اعلانات ہیں' ظن اور شک سے آگے نہیں بڑھسکتے - نیز یہ کہ " ایمان " کے معنی " یقین " حاصل کرنے کے ہیں' اور مومن وہ ہے جسکے پاس " شک " کی جگہ " یقین " ہو - یہی وجہ ہے کہ مومن اور غیر مومن کو " الذین یعلمون " اور " والـذین لا یعلمون " اور " الاعمی " اور " البصیر " سے تشبیہ دی - یعنے صاحبان علم اور بینا ' اور ارباب جہل اور اندھے !

اس بنا پر علم اضافی و محدود تو دنیا کے پاس ہے' مگر علی الاطلاق " العلم " قرآن کے سوا اور کوئی نہیں' اور قرآن جس کے پاس ہے وہی دنیا میں سب سے زیادہ اعلم اور سب سے بڑا جاننے والا ہے -

پس شک و ظن کے تمام اختلافات کو اسی " العلم " اور " البصائر " کے آگے عرض کرنا چاہیے کہ وہی ایک حکم حقیقی ہے -

اس عاجز نے جہاں تک غور کیا ہے' معلوم ہوتا ہے کہ مسئلۂ خیر و شر فطرۃ کے متعلق قرآن حکیم کا فیصلہ ان تینوں مذہبوں سے الگ ہے - اور تمام دنیا میں وہ پہلی آواز ہے جو انسانیت کے شرف فطری و خیریت کو ان تمام ظنون و اوہام کی پیدا کردہ ذلتوں سے نجات بخشتی ہے - ان تینوں مذہبوں میں پہلا مذہب فطرۃ انسانی کو زمین کی گھانس اور مٹی کے تودوں سے زیادہ حقیر قرار دیتا ہے - گھانس حیوانات کی غذا ہے اور مٹی سے دیوار بنائی جا سکتی ہے' مگر یہ مذہب کہتا ہے کہ انسانی فطرۃ میں مضرۃ کے سوا کوئی نفع نہیں - یہ مغرور انسان کا اپنی نسبت پہلا مایوس فیصلہ تھا -

اسکے بعد دوسرا مذہب سامنے آتا ہے اور اسکو ایک سادہ صفحہ قرار دیتا ہے جسمیں نہ تو نیکی کا نقش ہے اور نہ بدی کا - بلا شبہ یہ مذہب انسان کیلیے پہلے مذہب جیسا بے رحم نہیں' تاہم یہ بھی اسکی فطـرۃ کو کوئی شرف نہیں بخشتا' اور ایک منفـعل اور ہر طرح کے اثر کو قبول کرنے والا وجود قرار دیکر چھوڑ دیتا ہے -

تیسرا مذہب سب سے زیادہ مقبول' سب سے زیادہ عام' اور اس بارے میں انسانی علم کی سب سے بڑی جست ہے - لیکن وہ بھی پھولوں کے ساتھہ کانٹوں کو برقرار رکھتا' اور انسان کو فرشتگی دیکر شیطنت کا بھی مساوی حصہ بخشتا ہے - اسکی غـایـت تحقیق یہ ہے کہ بالفطرۃ اسمیں نیکی بھی ہے اور بدی بھی - پس وہ جسطرح اچھا ہے' برا بھی ہے - اگر بدی کا پلہ نہ جھکا تو نیکی کے پلے کو بھی زیادہ وزن نصیب نہیں - نتیجہ کے اعتبار سے اسکی فطرۃ یہاں بھی شرافت و احترام سے محروم و نامراد ہے : و ذالک مبلغھم من العلم -

ان تینوں مذہبوں نے فطرۃ انسانیۃ کی حقیقت کو کھو دیا' اور وہ اپنا سراغ نہ پاسکے -

یہ مذاہب حکماء اخلاق اور عام افکار و آراء انسانی کے ہیں - لیکن آج جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں' انکا فیصلہ بھی یہی ہے - اکثر حالتوں میں تو وہ پہلے مذہب کی دعوۃ دیتے ہیں - بعض حالتوں میں اگر انکے شارحین تاویلات رکیکہ سے کسی بلند درجہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں' تو بھی آخری مذہب سے آگے انکا قدم نہیں بڑھتا -

لیکن قرآن یعنے " العلم " دنیا میں اسلیے نہیں آیا کہ فطرۃ کے محجوب جمال کو اور زیادہ مستور کردے' بلکہ اسکی دعوۃ کی اولین حقیقت یہ تھی کہ انسانی ضلالت و ظنون نے فطرۃ و حقیقت پر جو پردے ڈالدیے ہیں' انکو اسطرح چاک چاک کردے کہ انسان اپنے ہی آئینہ کے اندر اپنی صورت دیکھہ لے - پس وہ اولین آواز ہے جس نے سب سے پہلے اس گم شدہ حقیقت کا سراغ بتلایا' اور دعوا کیا کہ انسان کی فطرۃ و جبلۃ نہ تو محض ایک صفحۂ سادہ ہے' نہ صرف بدی اور شر کی ناپاکی ہے' اور نہ ہی ملکوتیت اور بہیمیت کا مرکب' بلکہ وہ ایک خالص و کامل نیکی ہے' جسمیں خیر کے سوا اور کچھہ نہیں ہے' اور کوئی قوۃ اسکے اندر ایسی نہیں رکھی گئی ہے جسمیں بدی اور برائی کا اصلاً بیج ہو - وہ صرف نیکی ہی لیکر دنیا میں آتا ہے' نیکی ہی کیلیے پیدا کیا گیا ہے' اور نیکی ہی کیلیے اسکو سب کچھہ دیا گیا ہے - لیکن وہ دنیا میں آکر اپنی فطری نیکی کی حفاظت نہیں کرتا' اسکے نشو و نما کی راہیں بند ہو جاتی ہیں' اور اسکے طبیعی ابھار کو اسطرح دبا دیا جاتا ہے جس طرح کسی پودے پر ایک پتھر رکھکر اسکی قوۃ پامال کردی جاے - پس انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ خالص نیکی ہے' اور جسقدر بھی برائی ہے' وہ اسکا کسب خارجی ہے - نیکی اسکا فطری عمل ہے' اور بدی غیر فطری' خارجی' اور یکسر صناعی - اگر وہ نیک ہے تو یہ فطرۃ ہے' اگر بد ہے تو یہ تصنع ہے - اسکو بیج ایک ہی دیا گیا ہے جو صرف نیکی کا ہے - جب وہ ابھرتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نیکی ہے' جب پامال کردیا جاتا ہے تو تم کہتے ہو کہ بدی ہے - حالانکہ تم نہیں جانتے کہ پھل اور پتوں کا نہ لگنا کوئی الگ وجود نہیں ہے' بلکہ درخت کے نشو و نما کے عدم کا نام ہے -

خدا نے اسکو روشني دي ھے' اور اسکے اندر آئینہ رکھدیا ھے - وہ دنیا میں آتا ھے اور باھر کے پردوں سے اندر کي روشني کو ڈھانپ دیتا ھے - باھر کے گرد و غبار سے اندر کے آئینہ کو مکدر کردیتا ھے - اب تم کہتے ھو کہ وہ تاریک ھے' مگر نہیں سونچتے کہ اسکي اصل روشني تھي - تاریکي نہ تھي - اس نے روشني کو چمکنے نہ دیا - تم کہتے ھو کہ اسکے دامن میں زنگ اور غبار تھا - حالانکہ زنگ و غبار نہ تھا بلکہ صاف و شفاف آئینہ تھا - باھر سے گرد اڑ رھي تھي - اسکو چاھیے تھا کہ دامن سے ڈھانپ لیتا' مگر اس نے گرد و غبار کو پسند کیا اور آئینہ کي چمک کي قدر نہ کي - اب وہ غبار آلود ھے - کچھہ دنوں کے بعد بالکل تاریک ھوکر لوھے کا ایک سیاہ ٹکڑہ بن جائیگا' مگر اسلیے نہیں کہ اسکے پاس لوھا تھا' بلکہ صرف اسلیے کہ آئینہ کو صاف نہ رھنے دیا

یہي انسان کي وہ فطرۃ اصلي ھے جسکو قرآن حکیم فطرۃ صالحہ قرار دیتا ھے' یعنی وہ فطرۃ جو بالکل اپني اصلي نیکي کي حالت میں ھے' اور باھر کي کسي بدي سے اسکو آلودہ نہیں کیا گیا ھے - یہي فطـرۃ صالحہ دین الہي ھے' یہي دین قیـم ھے' یہي دین حنیفي ھے' یہي صـراط مستقـیم ھے' یہي فطـرۃ اللہ ھے' یہي صبغۃ اللہ ھے' اور قرآن کي اصطلاح میں سب سے آخر مگر سب سے زیادہ جامع و حاوي نام اسي کا "اسلام" ھے -

اور اسي لیے قرآن کہتا ھے کہ انسان کي اصلي فطرۃ "اسلام" ھے اور "کفر" ایک صناعي اور غیر فطري عمل ھے - اگر ایک انسان "مسلم" ھے تو اسکو یوں کہو کہ وہ اپني اصلي فطرۃ صالحہ پر قائم ھے' اسکي فطري روشني نور دے رھي ھے' اسکي فطرۃ خیر کي قندیل کو باھر کا کوئي طوفان بجھا نہ سکا' اور وہ ویسا ھي ھے جیسا فطرۃ نے اسے بنایا تھا - لیکن اگر ایک انسان "مسلم" نہیں ھے تو اسکے یہ معنی ھیں کہ فطرۃ حقیقي کا چراغ بجھہ گیا' اسکے اندر کا آئینہ زنگ آلود ھوگیا' گرد و غبار کي تو بر تو تہوں نے اسکو سیاہ کردیا' اور وہ فطرۃ کي صورت حقیقي کي جگہ ایک مسخ شدہ غیر فطري و مصنوعي جانور بن گیا - معصیت سے یہ فطري آئینہ زنگ آلود ھوتا ھے' اور کفر زنگ آلودگي کي وہ آخري حالت ھے جبکہ آئینہ بالکل سیاہ ھوگیا' اور ایک دھندلي سي چمک بھي اس میں باقي نہ رھي: ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و ابصارھم غشاوہ - اور: سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون - وغیرہ تصریحات قرآنیہ میں اسي آخري مرتبۂ ضلالت کي طرف اشارہ ھے اور لھم قلوب لا یفقھون بھا اور: جعلنا علی قلوبھم اکنۃ أن یفقھوہ - اور: کالانعام بل ھم اضل میں اسي فطرۃ صالحہ کي پامالي اور ایک غیر فطري حالت مسخ و انقلاب کو واضح کیا گیا ھے - یہ وقت تفصیل کا نہیں - اشارات پر اکتفا کیجیے -

اور ٹھیک ٹھیک یہي معني ھیں مسلم کي اس مشہور حدیث کے جسکي شرح میں عجیب عجیب حیرانیاں لوگوں کو ھو رھي ھیں کہ:

ما مــن مولــود الا یولد علـی الفطـــرۃ و ابــواہ یھـودانہ و ینصـرانہ -

دنیا میں کوئي بچہ پیدا نہیں ھوتا مگر اپني اصل فطرۃ پر - پھر یہودي اسے یہودي بنا لیتے ھیں اور نصراني نصراني

ایک دوسري روایۃ میں ھے: ما من مولود یولـد الا و ھو علي ھذہ الملۃ - یعني جسقدر بچے پیدا ھوتے ھیں' سب ملۃ اسلام پر پیدا ھوتے ھیں -

انسان کي فطرۃ صالحہ ھي کا نام اسلام ھے' اور ھر بچہ جو پیدا ھوتا ھے' اپني اصلي اور بے میل فطرۃ ھي پر پیدا ھوتا ھے' پس انسان کا ھر بچہ "اسلام" پر پیدا کیا گیا - اب وہ دنیا میں آتا ھے اور باھر کي ھوائیں اسکے اندر کي روشني کو تہہ و بالا کرنے لگتي ھیں - اگر یہودیت کے اثرات اس نے پاے' تو یہودیت کا جھونکا اسکے چراغ فطرۃ کو گل کردیگا' اگر مجوسیت کا طوفان اٹھا' تو اسي میں اسکي کشتي فطرۃ ڈگمگانے لگیگي - پر یہ جو کچھہ ھوگا' باھر کا اثر و کسب ھے - اسکے اندر کي فطرۃ صرف اسلام تھي - یعني صرف نیکي و خیر تھي -

تمہید بڑھتي جاتي ھے اور یہ مبحث خود ایک مستقل صحبت ھے - اگر اس بارے میں قرآن حکیم کي مزید تصریحات جمع کي جائیں تو صفحوں کے صفحے اسي میں صرف ھوجائیں - یہي معني ھیں ذریۃ انساني کے "بلی" کہنے کے جبکہ خدا نے انسے پوچھا کہ "الست بربکم؟" کیا میں ھي تمھارا پروردگار نہیں ھوں؟ پس انسان کي فطرۃ اصلي تصدیق ھے جو اسکے اندر ودیعت کردي گئي اور اب اگر "بلی" کي جگہ یعنی تصدیق ربوبیت کي جگہ وہ انکار کرتا ھے' تو یہ اسکي فطرۃ کي صدا نہیں ھے - ایک غیر فطري صناعي ھے -

اور اسي فطرۃ صالحہ کا نام قران حکیم نے "قلب سلیم" رکھا ھے یعني وہ دل جو بالکل صحیح و سالم ھو اور اپنی اصلي تندرستي و اعتدال پر قائم ھو - کوئي نیا عارضہ اور بیماري اُسے نہیں لگ گئي ھے - حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کي نسبت فرمایا کہ اذ جاء ربہ بقلب سلیم جبکہ وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم یعني فطرۃ صالحہ غیر آلودہ کے ساتھہ حاضر ھوے - تم کو معلوم ھے کہ حضرۃ ابراھیم کی یہ فطرۃ صالحہ وہ تھي جسکو باھر کا کوئي بڑا سے بڑا جلوہ بھي مرعوب نہ کرسکا' اور اسکے اندر کي روشني پکار اٹھي: اني وجھت وجھي للذي فطر السماوات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین -

اور یہي وجہ ھے کہ خدا کي شریعت کا کام صرف یہ ھوتا ھے کہ اس فطرۃ صالحہ پر انسان نے صناعي و خارجي ضلالت کا جو زنگ چڑھا دیا ھے' اسے دور کردے' اور اسکي اصلي روشني پھر چمک اٹھے - یہي وجہ ھے کہ ھدایت الہي کو قرآن نے "ذکر" کے لفظ سے تعبیر کیا' اور ضلالت و کفر کو "نسیان" کہا - "ذکر" کے معني حفظ اور یاد کے ھیں' نسیان بھولنے کو کہتے ھیں - چونکہ فطرۃ اصلي کو انسان بھلا دیتا ھے اور اسي کا نام ضلالت ھے - پس ضلالت نسیان ھوي اور ھدایت فطرۃ اصلي کے بھلاے ھوے سبق کو پھر تازہ کردینا - اسیلیے اسکو ذکر کہا - نسیان کي انتہاء "غفلت" ھے' "غفلت" کو قران نے منتہاء ضلالت قرار دیا ھے - لھم قلوب لا یفقھون بھا' و لھم اذان لا یسمعون بھا' و لھم اعین لا یبصرون بھا' اولئک کالانعام بل ھم اضل - اولائک ھم "الغافلون" -

ایک اور آیت بھي نسیان کے متعلق اس سر سري نظر میں سن لو: الذین نسو اللہ فا نساھم انفسھم - وہ لوگ کہ اُنھوں نے اللہ کے رشتہ کو بھلا یا' اور نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے نفسوں ھي کو بھول گئے -

اسکا مطلب یہ ھے کہ اپنے نفسوں کو یعني اپني فطرۃ صالحہ کو بھول گئے - کیونکہ فطرۃ صالحہ تو وہ تھي جس نے کہا تھا "بلی" یعني خدا کي ربوبیت اور اسکے رشتے کا اقرار کیا تھا - اب اگر وہ اُس ھستي کے رشتے کو بھلا رھے ھیں جسکے آگے فطرۃ اصلي "بلی" کہہ چکي ھے' تو اس رشتے کو نہیں بھلا رھے بلکہ اپني فطرۃ ھي کو بھلا رھے ھیں -

(عـود الی المقصود)

بھر حال' قرآن حکیم انسان کي فطرۃ کو خالص نیکي قرار دیتا ھے' اور بدي سے اسکي فطرۃ صالحہ کو پاک بتلاتا ھے - وہ کہتا ھے کہ اسکي فطرۃ صرف تندرستي اور صحت ھے - البتہ وہ دنیا میں آکر بہت سي بیماریاں مول لے لیتا ھے - بیماري باھر کا اثر ھے' اندر صرف تندرستي ھے -

سورۂ والتین کا موضوع اصلي یہي حقیقت ھے - یعني اسمیں انسان کي فطرۃ صالحہ کي اسي گم شدہ اصلیت کو واضح کیا گیا ھے' اس موضوع کیلیے قرآن نے مفصل درس بھي دیے ھیں' لیکن یہ منجملہ مجمل مگر جامع و حاوي دروس کے ھے -

مطبوعات جدیدہ

معـــراج العـقـــول (١)

مفلس کی قسمت سے زیادہ اُس شخص کی بدقسمتی پر افسوس کیا جاۓ جسکے پاس دولت کا کچھہ نہ کچھہ بقیہ موجود ہے' مگر وہ اس سے منتفع نہیں ہوتا -

یہی حال آج تمام عالم اسلامی ' اور علی الخصوص مسلمانان ہند کا ہے - وہ ہر چیز میں صرف اسی چیز کا ماتم کرتے ہیں جو جا چکی ہے ' مگر جو کچھہ موجود ہے اس سے خبردار ہونے اور کام لینے کا کسی کو ہوش نہیں - مذہب کو ' علم کو ' تمدن کو ' اخلاق کو ' معاشرت کو ' غرضکہ حیات قومی کی جس شاخ کو دیکھیے کا یہی نظر آئیگا کہ مسلمانوں کی جیب اسقدر خالی نہیں ہے جسقدر انکا ہاتھہ بدعمل ہے -

صرف اسی بات کو دیکھیے کہ ہندوستان سے علم و ارباب علم کے رخصت ہو جانے پر کس قدر آنسو بہاۓ جاتے ہیں ' اور کس طرح ہمیشہ ماتم کیا جاتا ہے کہ علم و قلم کی صحبتیں برہم ہوگئیں ؟ لیکن اس چیز پر کسی کی نظر نہیں پڑتی کہ علم و قلم کی آج بھی جو قابلیتیں موجود ہیں' وہ کس طرح ضائع کی جارہی ہیں ' اور ملک کی ناقدر شناسی اور بد امتیازی نے کس طرح انہیں ہمیشہ کیلیے گمنامی میں چھوڑ دیا ہے ؟ کتنے ہی ارباب علم و فضل ہیں' جنکا جوہر علمی آج صرف اسلیے رائگاں جارہا ہے کہ اُنکو امن کی ایک رات اور دل جمعی کی ایک صبح بھی نصیب نہیں - کتنے ہی ارباب قلم ہیں جو بہتر سے بہتر علمی خدمت انجام دیسکتے ہیں لیکن انکی تمام قابلیت کچھہ نہیں کرسکتی کیونکہ اتنی استطاعت بھی نہیں رکھتے کہ ضرورت کی چند کتابیں خرید سکیں - کتنے ہی صاحبان استعداد و فکر ہیں جنکے لیے اصلی مشغلہ علم و فن کا تھا لیکن انکا سارا وقت اسمیں خرچ ہوتا ہے کہ :

چـه خـورد بامـداد فـرزنـدم !

لوگ اسپر ماتم کرتے ہیں کہ جانے والے چلے گئے ' مگر کسی کی آنکھہ نہیں روتی کہ جو باقی ہیں اُنکی خبر لیں -

ایسے ہی ارباب علم و ذوق میں سے جناب مولانا سید مرتضی صاحب نونہروی ہیں جنکی ایک تصنیف " معراج العقول " پچھلے دنوں شائع ہوئی ہے' اور جسکے مطالعہ کے بعد سطور مندرجۂ صدر کی ہر صاحب نظر تصدیق کرسکتا ہے -

صاحب " معراج العقول " موجودہ عہد کے علماء شیعہ میں ایک ممتاز اہل نظر ہیں - اور منجملہ اُن مخصوص بزرگوں کے ہیں جنکو اجتہاد فکر ' حریت راۓ ' اور اصابت فہم نے شاہراہ عام کی تقلید پرستیوں سے الگ کردیا ہے' اور اسلیے نہ تو وقت کی مقبول عام صفوں میں انکے لیے کوئی جگہ رہی ہے' اور نہ خود انکو ہی اُن صفوں میں جگہ پانے کی کوئی حسرت ہے - زمانے نے ہمیشہ ایسے لوگوں کے مقابلے میں ناقدردانی کا حربہ اُٹھایا ہے ' مگر انہوں نے بھی اپنی بے نیازیوں سے ہمیشہ اسکے سر غرور و جہل کو شکست دی ہے :

نا روا بود به بازار جهـــان جنس وفا
رونقـــی گشتم و از طالع دکان رفتـم

صاحب معراج العقول مولوی سید علی بلگرامی مرحوم کے زمانے میں بعہدۂ نظامت علوم و فنون ' ریاست حیدر آباد دکن سے تعلق رکھتے تھے - انقلابات و تغیرات نے ورق الٹا تو اپنے وطن کا رخ کیا - ایک عرصہ سے وہیں عزلت گزیں ہیں اور بے نیازانہ و علم پرستانہ مشغول تصنیف و تالیف رہتے ہیں - زمانے کو اگر انکے علم و فضل کی خبر نہیں ہے تو نہو' مگر انکو زمانے کی جہل پرستی اور خیرہ مذاقی کا حال اچھی طرح معلوم ہے :

ز مرغان حرم در کام زاغاں طعمه اندازد
مدار روزگار سفله پرور را تماشـــا کن

معراج العقول عربی کی ایک ضخیم کتاب ہے جو ٨ سو صفحوں پر ختم ہوئی ہے اور حسن طباعة کے متعلق اسقدر کہدینا کافی ہے کہ نامی پریس کانپور میں غیر معمولی اہتمام کے ساتھہ چھاپی گئی ہے - کتاب کا موضوع کلام و الاہییات ہے ' اور جناب مصنف کے مطالعہ و نظر کا اصلی موضوع یہی ہے - ان مباحث کیلیے متاخرین نے زیادہ تر یہ روش اختیار کی تھی کہ کسی چیز کو بطور متن کے قرار دیکر اسکی شرح لکھتے تھے اور اس ضمن میں تمام پیش نظر مباحث ایک ترتیب خاص کے ساتھہ آ جاتے تھے - صاحب معراج العقول نے بھی اسی کا تتبع کیا ' اور مشہور دعاء مشلول کو جو اسماء حسنی کا مجموعہ ہے ' شرح کیلیے منتخب کیا - کلام و الاہییات کے جتنے اہم مباحث ہیں' وہ سب کے سب مختلف صفات باری تعالی عز اسمہ سے تعلق رکھتے ہیں - اسلیے اسماء حسنی کی شرح لکھنے کے یہ معنی ہیں گویا کلام و مباحث الاہیۂ حکمیہ پر ایک جامع کتاب لکھدی -

افسوس کہ البلاغ کی محدود و مشروط صحبتیں تفصیلی تبصرہ کی متحمل نہیں' کتاب نہایت ضخیم ہے اور جن مباحث و مسائل پر مشتمل ہے ان میں سے ہر مسئلہ اسقدر وسیع اطراف بحث رکھتا ہے کہ جب تک تفصیل کے ساتھہ نقد و تبصرہ نہ کیا جاۓ کتاب کی حیثیت واضح نہیں ہو سکتی - اس سے بھی زیادہ یہ کہ کتاب عربی میں ہے' یعنی اُس زبان میں ہے جو مرحوم عرفی کے عہد میں بھی مخصوص بہ خواص تھی' اور " حدیث زیر لبی " ہی کیلیے موزوں سمجھی جاتی تھی :

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست
که اهل شرق عـوام اند و گفتـگو عربی ست

اور جب اُس عہد کا یہ حال تھا تو ہمارے عہد کی نسبت تو سوال ہی بیکار ہے :

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید !

پس اسکے سوا چارہ نہیں کہ سرسری اشارات پر اکتفا کیا جاۓ - سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ قابل ذکر خصوصیت جو اُس کتاب کو موجودہ عہد کی بہترین مصنفات کا درجہ دیتی ہے ' وہ اجتہاد فکر و استقلال راۓ ہے جسکی روشنی کتاب کے ہر مبحث میں نمایاں ہے - یہ وہ فضیلت عظمی و مزیت کبری ہے کہ اگر کتاب میں اور کچھہ نہ ہوتا ' اور آٹھہ سو صفحوں کے اندر صرف ایک سطر بھی اس دولت عظمی سے بہرہ ور ہوتی ' جب بھی صاحب معراج العقول کے شرف و امتیاز کیلیے کافی تھا -

(١) یہ کتاب نہایت اہتمام اور تکلف سے چھاپی گئی ہے - ٨ سو صفحوں پر ختم ہوئی ہے - قیمت پانچ روپیہ ہے اور خود مصنف سے " نونہرہ ضلع غازیپور " کے پتہ سے ملسکتی ہے -

خلاف رسم دریں عہد خرق عادت داں
کہ کارہاے چنیں از شمار بوالعجبی ست

قران حکیم کی تمام دعوة کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ " فا وجدنا علیہ اباءنا " اور " انا وجدنا اباءنا علی امة و انا علی آثارھم مقتدون " کے خلاف ایک یکسر صداے احتجاج ھے جو دنیا سے اسکے سوا کچھہ نہیں چاھتی کہ تقلید کی جگہ اجتہاد ' اور جہل کی جگہ علم و برھان کو اپنا دستور العمل بناے - لیکن صدیوں سے تمام عالم اسلامی کا یہ حال ھو رھا ھے کہ علم و فن کی کوئی شاخ نہیں جو تقلید اعمی و اتباع بغیر بصیرة کے استیلاء ضلالت سے بچی ھو' اور جس تقلید کے متعلق بالاتفاق سب نے فیصلہ کردیا تھا کہ وہ جہل کا دوسرا نام ھے اور علم کے ساتھہ جمع نہیں ھوسکتی کیونکہ علم نام حصول دلیل کا ھے' اسی کا نام آج علم رکھا گیا ھے - درس و تدریس و تصنیف و تالیف میں منتہاء کمال یہ رھگیا ھے کہ چند اقوال زید و عمر کے نقل کردیے جائیں ' اور جس راہ پر ایک بھیڑ چلتی ھوئی نظر آگئی ھے ' اسی پر خود بھی گام زن ھو جائیں - کہ انا علی آثارھم مقتدون !

جو روشنی بکلی گم ھو گئی ھے' اسکی ایک چھوٹی سی کرن بھی موجودہ عصر ظلمت میں کم از آفتاب نہیں - صاحب معراج العقول کی سب سے زیادہ ممتاز چیز یہی ھے - اور ھر جگہ نمایاں نظر آتی ھے - وہ حق کو نہ تو کسی ایک مصنف کی ملکیت میں دیدیتے ھیں اور نہ کسی مسئلہ کی صداقت و عدم صداقت کا معیار سنیت و شیعیت کو قرار دیتے ھیں - متعدد مقامات میں انہوں نے صاحب عماد الاسلام اور علامۂ مجلسی کے تشدد و تقشف پر پوری بیبا کی کے ساتھہ رد و طعن کیا ھے ' اور متعدد مقامات ھیں جہاں وہ امام فخر الدین رازی کی تحسین کرتے ھوے نظر آتے ھیں' اور اس سے بالکل بے پروا ھیں کہ کس شخص کا تعلق کس فرقہ سے ھے ؟

جو حال ھمارے یہاں متاخرین فقہاء ترکستان و ما وراء النہر کے تشدد و غلو کا ھے ' بعینہ یہی حال تاریخ اثنا عشریہ میں عہد صفویہ کے اواخر کا رھا ھے جبکہ پولٹیکل حالات نے غلو و تشدد کو آھستہ آھستہ جز و مذھب بنا دیا ' اور بتدریج مسلک اثنا عشریہ قرون گذشتہ سے ھٹکر بالکل ایک نئی چیز بن گیا - اس عہد کی ایک بڑی خصوصیت توسیع باب تکفیر' و غلو و حرج احکام' و تشدد عصبیة احزابی و مذھبی ھے -

ھندوستان کے بعض گذشتہ افاضل شیعہ نے بھی اسی مسلک و اختیار کیا - ازانجملہ علامہ مجلسی صاحب بحار ایران میں ھیں ' اور مولانا السید دلدار علی مرحوم صاحب عماد الاسلام وغیرہ کتب شہیرہ ھندوستان میں

لیکن صاحب معراج العقول نے اس حق، گویانہ آزادی کے ساتھہ جسکی نظیر آجکل بہت کم ملتی ھے ' صاف صاف ان بزرگوں کے مسلک کی تغلیط کی ھے ' اور واضح کردیا ھے کہ اس تشدد و غلو نے نہایت سخت نقصان علمی و ذھنی قوم کو پہنچایا ھے - سبحان اللہ کیا مبارک تھا وہ آزاد و حق گو قلم جس سے مندرجہ ذیل سطریں دیباچۂ معراج العقول میں نکلیں :

" فاصبحت الشیعة جماھیرھم فی الدور المتاخرة من الدولة الصفویہ الی الان صفر الید من علوم البرھان و ذوق العرفان جمیعاً الا ماشاء اللہ ' فصارت اسواء حالاً من الاشاعرة "

عہد صفویہ نے مذھب شیعہ میں جو بدعتیں پیدا کیں' منجملہ انکے ایک تصوف سے بعد و ھجر اور بالعموم صوفیاء کرام کی تکفیر و تفسیق ھے - اسی کا اثر ھے جو ھندوستان کے افاضل شیعہ تک پہنچا اور ایک مشہور فاضل نے کہا :

ایں کلام صوفیاں شوم نیست
مثنوی مولوی روم نیست

[illegible] بھی صوفیاء کی مخالفت میں بہت تشدد کیا ھے - لیکن صاحب معراج العقول کا اعتدال مسلک اور ذوق سلیم اس افراط و تفریط کا متحمل نہیں ھوسکتا تھا - انہوں نے قابل تحسین جرات کے ساتھہ اس تشدد کے خلاف اپنی پر زور صدا بلند کی ھے' اور نہایت تفصیل سے صوفیاء کے مسلک پر بحث کرکے ایک طرف مبصوفین جاھلین کے خرافات و اباطیل کی پردہ دری کی ھے ' دوسری طرف تصوف صالح و حقیقی کے احترام حقیقت کا بلا خوف لومة لائم اعتراف کیا ھے - منجملہ متشددین منکرین و مکفرین صوفیاء کے ایک صاحب کتاب الشہاب الثاقب بھی ھیں - مصنف نے ایک مخصوص فصل میں انکے اعتراضات پر نقد کیا ھے اور صوفیاء کرام کے دعوی کشف پر نہایت منصفانہ بحث کی ھے - صاحب الشہاب نے نفحات الانس سے چند واقعات نقل کرکے مولانا جامی کی تکفیر و تفسیق کی تھی - اسپر مصنف معراج لکھتے ھیں " و اکتفا فی الاستدلال بالسب و الشتم علی الجامی بانہ ناقلہ و ھو فاسق و کافر ثم انہ سنی و لکنا لسنا ممن یقلدہ فلا نرضی بمقالہ و لا نوافقہ فی ھذہ العصبیة القبیحة والمشاتمة الفضیحة - و الجامی عندنا فاضل عارف - و اما تسنلہ علی حد یجب علی مثلہ تفسیقہ و تکفیرہ و عداوتہ فلا نسلمہ "

متاخرین علماء شیعہ میں شیخ بہاء الدین عاملی کے بعد غالباً صاحب معراج العقول دوسرے شخص ھیں جنہوں نے تصوف کے متعلق انصاف و راستی سے کام لیا ھے -

متعدد اعمال صحیحۂ و شرعیہ ھیں جنکو شارع نے بعض خاص مصالح و حکم سے قرار دیا لیکن دنیا نے اصلی حکمت و علت کو بالکل بھلا دیا ' اور اسکی جگہ صرف رسم و قشر پر قانع ھوگئی - حقیقت کا یہ احتجاب اور رسم کا یہ رسوخ و احاطہ بسا اوقات طرح طرح کی مضرتوں کا مولد و مبدء ثابت ھوا ھے -

ازانجملہ عمل " استخارہ " ھے - یہ ایک صحیح عمل شرعی تھا اور اس سے مقصود یہ تھا کہ بسا اوقات انسان مختلف راھوں اور پہلوؤں کو دیکھکر ایک عالم کشمکش و تذبذب میں مبتلا ھوجاتا ھے' اور اسکی قوة فیصلہ گم ھوجاتی ھے - ایسی حالت میں بہتر ھے کہ وہ اپنے معاملہ کو حضرت اللہ کی طرف لیجاے اور اسکے حضور ملتجی ھو کہ جس راہ میں اسکے لیے امن و فلاح ھے' اسکی طرف رھنمائی کردے -

لیکن ان لوگوں نے اسے ایک کھیل بنا دیا ھے ' اور عوام شیعہ کا تو اس بارے میں عجیب حال ھے - متعدد لوگوں کو میں نے خود دیکھا ھے کہ ھر وقت تسبیح ھاتھہ میں ھے اور " افعل " اور " لا تفعل " کے اشارة وجوبی کے انتظار میں بلا فصل متحرک - کھانا کھانا ھے تو استخارہ ' پانی پینا ھے تو استخارہ ' یہ استخارہ شرعی نہیں ھے بلکہ شارع کے ایک قرار دادہ عمل مقدس کا عملی استہزاء ھے - صاحب معراج العقول نے اس بارے میں بھی نہایت خوبی سے داد تحقیق دی ھے' اور ایک مستقل فصل میں اسپر بحث کی ھے - چنانچہ لکھتے ھیں : " حتی ان کثیرا منہم اتخذوھا شعارا و دثارا لیلا و نہار بل کانہم عدوھا من اھم الواجبات الی ان صارت من شعائر التشیع........ و سرت ھذہ العقیدة فی علمائہم و جہالہم جمیعاً - حتی رایت بعض اجلة الادبا و الفقہاء انہ بنی کل حرکة و سکون من لیلہ و نہارہ علی الاستخارة حتی انہ کان لا یدخل علی اھلہ و عیالہ بدونہا "

فریقانہ نزاعات اور تحزب و تمذھب کی عصبیة جاھلیة کے بحران نے صدیوں سے اعتدال مسلک کو گم کردیا ھے' اور تقلید نے ھمتوں کو اسقدر پست کردیا ھے کہ کسی شخص کو راہ حقیقت میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں ھوتی - اللہ تعالی صاحب معراج العقول کو جزاء خیر دے جنہوں نے اس راہ میں قدم رکھا اور اجتہاد و استقلال فکر کے ساتھہ اپنی سیاحت تحقیق ختم کی - افسوس کہ اصلی چیز مباحث الاھیہ و کلامیہ تھے - مثلاً بحث حسن و قبح اشیاء

باب التفسیر

الاصلاح والافساد

(ان ارید الا " الاصلاح " ما استطعت !)

(٣)

(الاختلاط و الالتباس)

تم نے اصلاح کو افساد سے ' مصلحین کو مفسدین سے ' نور کو ظلمت سے ' پھول کو کانٹوں سے ' الگ کرکے دیکھہ لیا - لیکن سوال یہ ہے کہ مفسدین و مصلحین کي یہ صفیں صرف کاغذ هي کے صفحے پر علحدہ قائم کي جاسکتي هیں' یا سطح زمین پر بھي انکي بزم آرائي هوسکتي هے ؟ چاند سے داغ صرف تصویر هي میں جدا کیا جاسکتا هے ' یا وہ آسمان پر بھي در حقیقت جدا هوسکتا هے ؟ قرآن حکیم اسکا جواب نفي میں دیتا هے :

فالهمها فجورها و تقواها - خدا نے نفس انساني کو بدکاري اور پرهیزگاري دونوں کي راهیں دکھلا دیں -

اصلاح و افساد اور خیر و شر کي یہي دونوں متضاد حالتیں هیں' جو عمل انساني میں ودیعت کیگئي هیں' اسلیے افساد و اصلاح بھي ایک دوسرے سے علحدہ نہیں هوسکتے -

بد قسمت لوگ تقدیر کي بڑي شکایت کرتے هیں' لیکن یہ شکایت صحیح نہیں هے - انکو اصل فطرت هي کي شکایت کرني چاهیے کہ اوس نے دنیا میں برائي کا وجود کیوں رکھا ؟ هم اگرچہ اسکي جرأت نہیں کرسکتے لیکن خدا کے دوسرے معصوم بندوں نے اس قسم کي جرأت کي تھي :

اذ قال ربك للملئكة اني جاعل في الارض خليفه قالوا اتجعل فيها من يفسد فيهـا و يسفك الدماء - (بقرا : ٢٨)

جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا هوں' تو انھوں نے عرض کیا : کیا تو اوس نوع کو خلیفہ بنائیگا جو زمین میں فساد و خونریزي کریگي -

خدا نے اس اعتراض کا جو جواب دیا اوسکي تحقیق چند سطروں کے بعد آئیگي - لیکن حضرت آدم کے عمل نے تو جنت هي میں فرشتوں کے اعتراض کي بظاهر تصدیق کردي :

فازلهما الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا فيه و قلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو ' ولكم في الارض مستقر و متاع الى حين (بقرہ : ٣٤)

پس اون دونوں کو شیطان نے راہ اطاعت سے ڈگمگادیا' اور اوس عیش و آرام کے گھر میں جس میں وہ آباد تھے رهنے نہ دیا - هم نے کہا کہ یہاں سے اترو' تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن هے' اور تمھارے لیے اب زمین هي میں ٹھکانا' اور ایک مدت مقررہ تک زندگي بسر کرنا هے -

لیکن تم کو صرف حضرت آدم کے عمل هي کو نہیں دیکھنا چاهیے' بلکہ اوسکے دقیق نتائج پر بھي نظر ڈالني چاهیے - حضرت آدم نے غلطي کی' اور خود اپنا بنا بنایا گھر اوجاڑا' لیکن تم نے دیکھا کہ اس افساد نے کیا اصلاح کي ؟ اس تخریب نے کیا تعمیر کي ؟ بغور دیکھو ! اس تخریب نے ایک عالم کھڑا کردیا' جس میں آدم کي اولاد چلتي پھرتي نظر آتي هے' اسلیے حضرت آدم کا یہ گناہ فرشتوں کے اعتراض کي تصدیق نہیں کرتا' بلکہ یہ اوسکا عملي جواب هے - اونھوں نے کہا تھا کہ فساد سے دنیا برباد هوجائیگي' خدا نے اونکو دکھادیا کہ اصلاح و افساد لازم ملزوم هیں' اسلیے اگر ایک گھر برباد هوگا تو دوسرا آباد بھي هوجائیگا -

تم نے دیکھہ لیا کہ تخلیق عالم کا سنگ بنیاد خیر و شر کي اجتماعي حالت کي سطح پر رکھا گیا هے' اگر ترکیب نہ هوتي تو تعمیر نا ممکن تھي' اسلیے خیر و شر اور اصلاح و افساد نہ صرف اشخاص کا بلکہ مادہ عالم کا مایۂ خمیر هیں' لیکن سوال یہ هے کہ مادہ عالم کي ترکیب میں دونوں اجزاء برابر کي نسبت رکھتے هیں یا انمیں کوئي جزء غالب بھي هے ؟ خدا کا فیض عام جواب دیتا هے کہ :

سبقت رحمتي على غضبي - میري رحمت میرے غضب پر سبقت لیگئي هے -

اسلیے خیر شر پر' اصلاح افساد پر' غالب هے - اور خدا نے فرشتوں کو یہي جواب دیا هے - فرشتوں کو حضرۃ آدم کے دامن پر صرف ایک فساد کا دھبا نظر آیا تھا جسکو خون کے چھینٹوں نے اور رنگین اور نمایاں کردیا تھا' لیکن خدا نے کہا کہ ایک دھبہ هزاروں نقش و نگار کے پردے میں چھپ جا سکتا هے :

و علم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة - فقال انبؤني باسماء هؤلاء ان كنتم صادقين (بقرہ : ٢٩)

اور آدم کو اللہ نے کل چیزوں کے نام سکھادیے پھر اونکو فرشتوں کے سامنے پیش کرکے کہا ! مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے هو -

---

(بقیه مطبوعات جدیده صفحه ١٣)

و مسئلہ تعلیل و عدم تعطیل افعال واجب بالاعراض و مسئلہ علمیہ جزئیات مادیہ وغیرہ' لیکن ان پر بحث کرنے کیلیے کافي وقت اور گنجایش صفحات مطلوب' اور اس سے میں مجبور هوں -

یہ نہ سمجھا جاے کہ چونکہ فاضل مصنف نے متاخرین شیعہ سے اختلاف کیا هے اسلیے میں کتاب کو مستحق تحسین سمجھتا هوں' بلکہ میرے نزدیک کتاب کے بہترین مواقع وہ هیں' جہاں انھوں نے مسائل کلامیہ پر بحث کرتے هوے اشاعرہ و معتزلہ کے مذاهب کا رد و قبول کیا هے' اور متعدد مقامات پر اشاعرہ کے رد کرنے میں حق انکے ساتھہ هے' اور میرا مسلک اشاعرہ و معتزلہ دونوں سے الگ هے' والحمد للہ علی ذالک -

آخر میں میں ضروري سمجھتا هوں کہ جناب راجہ ابو جعفر صاحب رئیس فیض آباد کي اس علم پرستانہ فیاضي کا اعتراف کروں کہ انھوں نے اس کتاب کي اشاعت کا سر و سامان کیا - موجودہ عہد کے رؤساء میں اسکي مثالیں ناپید هیں' کچھہ شک نہیں کہ راجہ صاحب ممدوح نے اپنے اس انفاق في سبیل العلم سے ایک قابل صد تحسین نمونہ قائم کیا هے -

جناب مصنف کي متعدد تصنیفات اور علی الخصوص اس کتاب کي دوسري جلد هے' جسکي اشاعت کا ابتک کوئي سرو سامان نہیں هوا - افسوس اس عہد جہل پرور پر' اور صد افسوس اس عصر ضلالت اندیش پر' جسمیں ایسے ارباب علم و نظر موجود هوں مگر انکے بہترین اثرات علمیہ صرف چاندي کے چند سکوں کے نہ ملنے سے شائع نہو سکیں - کیا اس وسیع ملک میں جہاں صدها رؤساء و ارباب دولت موجود هیں' اور جہاں متعدد بڑي بڑي اسلامي ریاستیں قائم هیں' کوئي بھي نہیں جو علم کي بیکسي پر روے' اور ارباب علم کي کس مپرسي پر غمگین هو؟ جو لوگ هزاروں روپیہ نمایش و لہو و لعب اور اطاعت طواغیت حکومت میں ضائع کررهے هیں' کیا انکي دولت میں علم و خدمت علم کیلیے کوئي حصہ نہیں هے ؟

فرشتوں کو ایک عیب ہزاروں ہنر کے سامنے ہیچ نظر آیا ' اسلیے خود اپنی غلطی کا اعتراف کیا :

قالوا سبحنك لا علم لنا   اُن لوگوں نے کہا : خدایا ہمکو تو صرف
الا ما علمتنا انك أنت   اُسی قدر علم ہے جتنا تونے ہمکو سکھایا
العليم الحكيم (بقرہ : ۳۱)   ہے - بیشک توهي بڑا علم والا ' اور
تیري هي دانائي سب سے بڑي دانائي ہے !

پس خیر و شر کے اعمال کا یہ امتزاج علم و دانائي پر مبني ہے :

ربنا ما خلقت هذا باطلا -

جس طرح مقدار و کمیت کے لحاظ سے خیر شر پر اور اصلاح افساد پر غالب ہے ' اُسی طرح کیفیت کے لحاظ سے بھي وہ شر و فساد سے زیادہ لطیف ' نرم ' رقیق ' اور تربیت پذیر ہے - شر و فساد ایک کوئلہ ہے جو پھونکنے کے بعد بھڑکتا ہے ' لیکن خیر و اصلاح بجلي کي رو ہے جو دفعتاً مشتعل هو جاتي ہے - اصلاح اصل فطرة صالحہ ہے اور افساد خارجي ضلالت کا نتیجہ ' پس ضرورت صرف تزکیۂ و تربیت کي ہے تاکہ رنگ دور هو جاے اور آئینہ چمک اٹھے :

قد افلح من زکہا   وہ شخص کامیاب هوا جس نے اوسکا تزکیہ
وقد خاب من دسها -   کیا ' اور وہ ناکامیاب رہا جس نے اوسکو
دفن کر دیا -

اس تربیت و تزکیہ کے بعد اوسکا قوام اس قدر لطیف هو جاتا ہے کہ :

یکاد زیتها یضيء ولولم   قریب ہے کہ اس کا تیل روشن هوجاے
تمسسه نار- نور علی   اگرچہ اوس میں آگ نہ لگائي جاے -
نور' یهدی الله نوره   روشني پر روشني ہے - خدا اپني روشني
من یشاء (نور: ۳۵)   کي طرف جسکو چاهتا ہے راہ دکھاتا ہے -

یہ وهي نور ہے جسکو حضرت موسی نے شجر طور پر ' حضرت ابراهیم نے آفتاب و ماهتاب میں ' ایک نبئ امي نے غار حرا کي تاریکي میں دیکھا تھا - کیونکہ اس چراغ کا نور نہ تو چاند اور سورج کي روشني میں ماند پڑ سکتا ہے ' نہ رات کي تاریکي اوس پر پردہ ڈال سکتي ہے -

(الحد الفاصل)

لیکن با اینہمہ تاریکي موجود ہے - گو روشني میں مدغم هوگئي ہے - دنیا میں بہت سے اندھے بھي هیں ' اسلیے وہ روشني کو نہیں دیکھ سکتے - پس خیر و شر کے درمیان ایک حد فاصل کي ضرورت ہے کہ آب شیرین و آب شور باهم ملنے نہ پائیں - خدا نے یہ حد بھي قائم کردي ہے :

مرج البحرین   میٹھے اور کھارے پاني کے دو دریا جو باهم
یلتقین ' بینهما   مل گئے هیں ' مگر اونکے درمیان ایک پردہ
برزخ لا یبغین   بھي ہے کہ ایک دوسرے کي حد میں
داخل نہیں هوسکتا -

جس وقت سے خیر و شر ہے اوسیوقت سے یہ حد بھي قائم کردي گئي ہے - چنانچہ حضرت آدم کو بھي یہ حد بتلا دي گئي تھي :

و لا تقربا هذه الشجرة فتكون   اور اس درخت کے قریب نہ پھٹکنا
من الظلمین (بقرہ ۵ : ۳۳)   تاکہ زیادتي و انحراف کرنے والوں
میں سے نہو جاؤ -

لیکن یہ حد محسوس چیز نہیں ہے ' اسلیے شریعت نے اسکي امتیاز کا ذریعہ صرف ذوق صحیح کو قرار دیا ہے - چنانچہ آنحضرت نے فرمایا " کہ گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے " اور یہ ذوقي شہادت فطرتي چیز ہے - آدمي جب گناہ کرتا ہے تو اوسکا دل دھڑکنے لگتا ہے ' چہرہ متغیر هو جاتا ہے ' اسیکا نام نور ایمان ہے ' اور یہي خیر و شر کي حد فاصل کو قائم رکھ سکتا ہے - لیکن با اینہمہ اختلاط عام ہے ' شر مستطیر ہے ' تاریکي هر طرف پھیلي هوئي ہے - اسلیے آدمي کا پانوں پھسل جاتا ہے ' اور وہ سرحد سے آگے قدم رکھدیتا ہے ' اس بنا پر :

ان منکم الا واردها کان   تم میں سے کوئي ایسا نہیں جو جہنم

علی ربک حتماً مقضیا   میں نہ اوترے ' یہ تمہارے پروردگار کا
(مریم : ۷۲)   قطعي فیصلہ ہے -

لیکن خدا کي رحمت بڑي نقاد ہے ' وہ جانتي ہے کہ دنیا میں زر خالص کا وجود بہت کم ہے - اسلیے وہ اپنے دامن میں اوس سونے کو بھي چھپالیتي ہے جو خاک کے ذروں میں مخلوط ہے - جہنم کي آنچ بھي اسیلیے دکھائي گئي کہ سونا صرف آنچ هي سے پاک هو سکتا ہے :

و آخرون اعترفوا بذنوبهم   اور دوسرے لوگ وہ هیں کہ انہوں نے
خلطوا عملا صالحا   اپنے گناہ کا اعتراف کیا ' انہوں نے اچھے
و آخر سیا عسی الله ان   اور برے دونوں طرح کے کام ملے جلے
یتوب علیهم ان الله   کیے تھے -
غفور رحیم (توبہ : ۱۰۳)

لیکن دنیا کي فضاے غیر محدود (التعادل و التوازن) میں هزاروں سیارے گردش کر رہے هیں ' اور هر ایک چاهتا ہے کہ دوسرے کي حد میں قدم رکھے ' اسلیے اگر فطرت اونکو کسي مضبوط رسي میں جکڑ نہ دیتي تو وہ ایک دوسرے کي طرف بڑھتے ' بڑھ کے ٹکراتے ' اور نظام عالم درهم برهم هو جاتا - پس قدرت الہي اونکو کشش باهمي سے ایک دوسرے کي طرف بڑھنے نہیں دیتي ' اسلیے سب کے سب اپنے اپنے طور پر ایک نہایت منتظم ' ایک نہایت با قاعدہ ' ایک نہایت مرتب گردش کر رہے هیں :

لا الشمس ینبغي لها ان   نہ سورج کو یہ حق ہے کہ چاند کو
تدرک القمر و لا اللیل سابق   پا لے ' نہ رات دن کے آگے بڑھ سکتي ہے '
النهار وكل في فلك یسبحون   سب ایک محور پر گردش کر رہے هیں -

انسان کا ' انسان کے اعمال کا ' انسان کے اخلاق و عادات کا بھي یہي حال ہے - وہ ایک دوسرے سے ٹکرانا چاهتے هیں ' اسلیے وحي الہي مذهب کي سنہري زنجیر سے اونکي مطلق العنانیوں کو جکڑ دیتي ہے :

واعتصموا بحبل الله   سب کے سب خدا کي رسي کو
جمیعا -   مضبوط پکڑ لو ' کہ ایک دوسرے پر
تعدي نہ کرنے پاے اور دنیا کي میزان عدل کا پلہ برابر رہے -

لقد ارسلنا رسلنا بالبینت   هم نے اپنے رسولوں کو دلائل حقہ و
و انزلنا معهم الكتاب   براهین واضحہ کے ساتھ بھیجا اور
والمیزان لیقوم الناس   انکے ساتھ کتاب اور میزان کو اوتارا -
بالقسط (حدید : ۳۵)   تاکہ عدل و توازن قائم رہے -

لیکن انسان کے جذبات ' فطرت کي دوسرے قواے طبیعیہ سے زیادہ ذکي الحس ' زود اثر ' اور سریع الاشتعال هیں - اسلیے وہ باوجود اس جذب و کشش کے باهم ٹکرانا چاهتے هیں - پس :

لو اتبع الحق اهواءهم   اگر حق بھي اونکا اتباع کرتا ' تو زمین
لفسدت السموات والارض   و آسمان اور اونکے رہنے والے برباد
و من فیهن (مومنون ۲۳)   هوجاتے -

دنیا کو اس تباهي سے بچانے کیلیے اوسکو بجبر و اکراہ ایک مرکز پر لانے کي ضرورت هوتي ہے ' اور یہي فطري ضرورت ' جہاد ' قصاص ' اور تعزیر و عقوبت کي سنگ بنیاد ہے :

وانزلنا الحدید فیه باس   اور هم نے لوها اوتارا کہ اس میں
شدید و منافع للناس   سلطان و نفوذ کي بڑي خوفنا کي
(حدید : ۲۵)   ہے اور لوگوں کیلیے فوائد بھي هیں -

قرآن حکیم نے جا بجا اسي توازن طبعي کے ذریعہ قیام امن و سلام عام کي طرف اشارہ کیا ہے :

ولولا دفع الله الناس   اور اگر خدا بعض آدمیوں کے ظلم و زیادتي
بعضهم ببعض لفسدت   کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کراتا ' تو
الارض ولكن الله ذو   زمین تباہ هو جاتي - لیکن خدا تو دنیا
فضل علی العلمین   پر احسان کرنے والا ہے -
(بقرہ : ۲۵۳)

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عہد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضي الله عنه

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوي)

حضرت سلمان فارسي ' جيسا كه أنكے اس انتساب سے ظاهر هوتا هے ' ايراني النسل تهے - اسلام سے پہلے أنكا نام مايه تها - أنكا سلسله نسب يه هے : مايه بن بوذخشان بن مورسلان بن بهوذان بن فيروز بن سهرک - سهرک جن پر أنكے شجرۂ نسب كي انتها هوتي هے ' ابـ الملک كي اولاد ميں تهے - ايک مرتبه خود حضرت سلمان (ض) سے أنكا نسب پوچها گيا - أنهوں نے سلمان بن اسلام بتلايا - ليكن يه اسلام كي شيفتگي كا اثر تها كه وه اپنے آپ كو صرف اسلام كي طرف منسوب كرنا پسند فرماتے تهے -

وطنيت کے متعلق اختلاف هے - بعض روايتوں ميں هے كه رام هرمز (خليج فارس) كے رهنے والے تهے - بعض راويوں كا بيان هے كه أنكا وطن جي تها جو اصفهان كا ايک شهر هے -

أنكے اسلام لانے كا قصه نهايت دلچسپ اور عجيب هے ' جس سے ظاهر هوتا هے كه أنهوں نے نظر اجتهاد سے اكثر مشهور مذاهب كو خوب جانچ كر اسلام قبول كيا تها - استيعاب ميں هے كه وه كچهه اوپر دس برس خدا كي عبادت كرنے كے بعد جناب رسالت پناه تک پهونچے - بهر حال أنهوں نے اپنے اسلام لانے كا قصه خود هي بيان كيا هے ' جو حضرت عبد الله بن عباس كي روايت سے ذيل ميں درج كيا جاتا هے -

(جستجوے حق)

" ميں اصفهان كے ايک گانوں جي كا رهنے والا تها ' ميرا باپ وهاں كا دهقان تها ' اس كو مجهه سے اسقدر محبت تهي كه مجهكو لڑكيوں كي طرح گهر سے نكلنے نهيں ديتا تها - اس زمانے ميں ميرا مذهب مجوسي تها - ميں ايسي آگ كے پاس رهتا تها جو كبهي بجهنے نهيں پاتي تهي - بعض گانوؤں ميں ميرے باپ كي جائداد تهي اور وه ايک مكان كي تعمير ميں مصروف تها - ايک دن اسنے مجهے بلاكر كها : " بيٹا ! ميں اس عمارت كي تعمير ميں جيسا كه تم ديكهتے هو ' مصروف هوں - تم ميري جائداد كي طرف چلے جاؤ ' ليكن وهاں ره نه جانا ' كيونكه اگر ايسا كروگے تو ميں اپني تمام جائداد كو چهوڑ چهاڑ كر تمهاري فكر ميں مصروف هوجاؤنگا " ميں اس غرض سے نكلا - تو ميرا گذر ايک گرجے كي طرف هوا - ميں وهاں لوگوں كو نماز پڑهتے ديكهكر أنكے پاس گيا تاكه ديكهوں وه كيا كر رهے هيں - مجهكو أنكي نماز خوش آئي اور ميں نے اپنے دل ميں كها كه انكا مذهب همارے مذهب سے بهتر هے - چنانچه ميں غروب آفتاب تک وهاں سے نه ٹلا اور نه اپنے باپ كے پاس واپس آيا - يهانتک كه ميرے باپ نے ميري جستجو ميں آدمي دوڑاے - جب عيسائيوں كي نماز مجهے پسند آئي تو ميں نے أن سے پوچها " اس مذهب كا مركز كهاں هے ؟ " انهوں نے شام كا پته بتايا - ميں وهاں سے چل كر اپنے باپ كے پاس آيا - اسنے كها : بيٹا ! تم كهاں تهے ؟ ميں نے تو پہلے هي تم سے كهديا تها كه رک نه رهنا - ميں نے كها " ميرا گذر كچهه لوگوں پر هوا جو گرجے ميں نماز پڑهه رهے تهے ' مجهكو أنكي نماز اور أنكا مذهب خوش آيا اور مجهے معلوم هوا كه أنكا مذهب همارے مذهب سے اچها هے " اسنے كها " نهيں بيٹا ! تمهارا اور تمهارے ابا و اجداد كا مذهب أنكے دين سے افضل هے " ميں نے كها " خدا كي قسم هرگز نهيں " يه سنكر وه ميري طرف سے بدظن هوگيا اور ميرے پانوں ميں بيڑياں ڈالكر مجهے قيد ميں ركها - ميں نے عيسائيوں كے پاس آدمي بهيجكر پيغام ديا كه ميں نے تمهارا مذهب اختيار كرليا هے - جب تمهارے يهاں كوئي شام كا قافله آے تو مجهے خبر دينا - چنانچه أنكے پاس تاجروں كا ايک قافله آيا تو أنهوں نے مجهے خبر كي - ميں نے كهلا بهيجا كه جب وه لوگ واپس جانے كا قصد كريں تو مجهے اطلاع كرنا - چنانچه جب قافله واپس جلنے لگا تو أنهوں نے مجهے اسكي اطلاع دي - ميں بيڑياں توڑ تاڑ كر نكلا اور أنكے ساتهه شام كي طرف روانه هوا - جب شام ميں آيا ' تو ميں نے پوچها " تمهارا عالم كون هے ؟ " أنهوں نے پادري كو بتايا - ميں نے اسكے پاس جاكر اپنا واقعه بيان كيا ' اور گذارش كي كه آپ كي خدمت ميں رهكر نماز پڑهنا اور علم سيكهنا چاهتا هوں ' كيونكه ميں نے آپ كا مذهب قبول كرليا هے - اسنے مجهے اپنے پاس ٹهرنے كي اجازت دي - چنانچه ميں اسكے پاس رها ' ليكن وه ايک بدترين مذهبي شخص تها - لوگوں كو صدقه كا حكم ديتا اور اسكي رغبت دلاتا تها ' ليكن جب لوگ صدقه كا مال جمع كرتے تهے تو اپنے خزانه ميں ركهه ليتا تها - يهانتک كه اسكے پاس درهم و دينار كے سات گهڑے جمع هوگئے تهے - چنانچه جب اسنے انتقال كيا اور لوگ اسكي تجهيز و تكفين كے ليے جمع هوے ' تو ميں نے كها " كيا تم لوگوں كو معلوم هے كه يه ايک بدترين شخص تها " ساتهه هي ميںنے صدقه كے مال كے متعلق اسكا تمام كارنامه بيان كيا - أن لوگوں نے اسكا ثبوت مانگا - ميں نے أن ساتوں گهڑوں كا سونا اور چاندي نكال كر ركهديا - جب أن لوگوں نے يه ديكها تو كها كه خدا كي قسم هم اسكو دفن نهيں كرينگے - اسكے بعد اسكو سولي پر لٹكايا اور پتهر مارے ' اور دوسرے شخص كو اسكا قائم مقام مقرر كيا - ميں نے مسلمانوں كے سوا كسي شخص كو اس قائم مقام سے بهتر نهيں پايا - ميرے دلميں اسكي محبت اسقدر پيدا هوگئي كه اسكے پہلے كسي چيز كي نهيں هوئي تهي - جب اسكي وفات كا زمانه آيا تو ميں نے كها " اب تو يه وقت آ پهونچا ' آپ ميرے ليے كيا فرماتے هيں ؟ " اسنے كها : " بيٹا ميں جس طريقه پر هوں ' اس پر بجز ايک شخص كے جو موصل ميں رهتا هے مجهے كوئي دوسرا نظر نهيں آتا ' باقي لوگوں نے تو اپنے مذهب كو بالكل بدل ديا هے " چنانچه جب اسكا انتقال هو چكا ' تو ميں صاحب موصل كے پاس آيا اور اسكي اس وصيت كا حال بيان كيا - اسنے مجهے قيام كي اجازت دي ' اور ميں ايک مدت تک اسي طريقه پر رها جس پر اسكا پيشرو تها - ليكن جب اسكي موت كا بهي زمانه آ گيا تو ميں نے كها " اب يه وقت آ پهونچا ' مجهے آپ كيا وصيت كرتے هيں " اسنے كها : " بيٹا جس روش پر ميں هوں اسپر بجز ايک شخص كے جو نصيبين ميں قيام پذير هے ' ميري دانست ميں كوئي دوسرا نهيں هے ' تم اس سے جاكر ملاقات كرو " چنانچه ميں اسكے پاس آيا اور اس واقعه كي خبر دي ' اور وهاں بهي ايک مدت تک رها - جب اسكي وفات كا وقت آيا تو ميں نے عرض كيا كه فلاں فلاں نے مجهه كو فلاں فلاں كي خدمت ميں رهنے كي وصيت كي تهي ' آپ مجهے كهاں جانے كي وصيت كرتے هيں ؟ اسنے كها " ميري دانست ميں ميرے مذهب پر بجز ايک شخص كے جو عموريه ميں هے ' كوئي نهيں هے - اگر تمهيں استطاعت هو تو اس سے جاكر ملو " جب اسكا انتقال هوچكا تو ميں صاحب عموريه سے ملا ' اور واقعه بيان كيا - اسنے ٹهرنے كي اجازت دي - ميں نے وهاں قيام كيا اور اس كو ٹهيک اسي روش پر پايا جس پر اسكے اصحاب تهے - ميں وهاں ايک مدت تک رها - مجهے وهاں كچهه مال هاتهه آيا جس سے ميں نے گاے اور بكرياں وغيره خريد ليں - جب اسكي بهي موت كا وقت آگيا تو ميں نے كها " آپ مجهے كسكے يهاں جانے كا حكم ديتے هيں ؟

اُسنے کہا "اُس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اُسکے پاس جانے کا حکم دوں - اب ایک نبیؐ کے مبعوث ہونے کا زمانہ آگیا ہے جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا - وہ ارض ھاجرہ سے اُٹھیگا ' اُسکا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا جو پتھریلی زمین کے درمیان واقع ہے - اگر تمکو قدرت ہو تو اُسکے پاس جانا ' اُسکی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ **صدقہ نہ کھائیگا** ' لیکن **ہدیہ قبول کرلیگا** ' اور اُسکے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی"

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا :

"ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا ' وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے ' آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا - لوگ اُسکے پاس آئیں گے - وہ بیماریوں کی دوا دیگا اور اُنکے لیے دعا کریگا ' اور وہ شفا پائیں گے - تم بھی اُسکے پاس جانا اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اُسکو پوچھنا " چنانچہ میں آیا ' اور اُن دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھہ ٹھہرا رہا - جب وہ رات آئی ' جس میں وہ ایک جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا تو وہ نکلا - لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا - یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھہ سے بالکل چھپ گیا ' صرف اُسکے شانے نظر آتے تھے - میں نے اُسکے شانوں کو پکڑا - لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے ؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھہ پوچھنا چاہتا ہوں - اُسنے کہا : اسوقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا - ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے - وہ اس گھر کے قریب نکلیگا ' اور اُس دین کو زندہ کریگا جسکو تم پوچھہ رہے ہو - چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا ' تو آپ نے فرمایا : اگر یہ صحیح ہے تو تم نے عیسی ابن مریم سے ملاقات کی -

بہرحال واقعہ جو کچھہ ہو حضرت سلمان (رض) نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچنے کا واقعہ اسطرح بیان کیا ہے :

" قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا - میں نے اُنکے وطن کا پتہ پوچھا ' اُن لوگوں نے مجھے اُسکا نام بتایا - میں نے اُن سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک لیچلو - اُن لوگوں نے مجھے سوار کرلیا ' اور مجھے وادی القری میں لے آئے ' اور مجھے غلام بناکر ایک یہودی کے ہاتھہ بیچ ڈالا - میں نے اُس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جسکا مجھکو نشان دیا گیا ہے - اسکی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی ' لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں آرزو پیدا ہوگئی تھی - میں نے وہاں قیام کیا - یہانتک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اُسکے پاس آیا اور اُس سے مجھے خرید لیا - وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور اُن نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا : مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھے دیا گیا ہے - میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا رہا - اسی زمانے میں رسول اللہ مبعوث ہوے ' لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا - چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اُترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اُسکے نیچے میرا آقا بیٹھا تھا - اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا ' اور اُسکے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگا : " خدا بنی قبیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے " خدا کی قسم اُسکے اس کہنے کے ساتھہ ہی مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت ہلنے لگا - یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑونگا - اسکے بعد میں جلدی سے اُترا اور اُس سے اس خبر کو پوچھنے لگا - میرے آقا نے ہاتھہ اُٹھاکر مجھے ایک طپانچہ مارا ' اور کہا : تمہیں اس سے کیا مطلب - تم اپنا کام کرو - میں نے کہا : مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی - اُسنے کہا : نہیں تم اپنا کام سنبھالو - چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا - جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھہ مال تھا اُسکو اکٹھا کرکے رسول اللہ کے پاس آیا - آپ قبا میں مقیم تھے - جب میں وہاں داخل ہوا تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے - میں نے کہا : مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھہ مال نہیں ہے ' اور آپ کے پاس اصحاب بھی ہیں ' جو اہل حاجت اور مسافر ہیں ' میرے پاس کچھہ مال تھا جسکو میں نے صدقہ کے لیے رکھہ چھوڑا تھا ' جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو آپ سے زیادہ کوئی اسکا مستحق نظر نہیں آیا - اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں - یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا - رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اسکو صرف کرو - لیکن خود اسکو ہاتھہ نہیں لگایا - میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے - میں وہاں سے لوٹا اور کچھہ مال اور جمع کرکے لایا - میں نے سلام کرکے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے - میرے پاس اور بھی کچھہ مال تھا جسکو میں بطور تحفہ کے پیش کرنا چاہتا تھا ' آج اُسکو لایا ہوں - آپنے قبول کیا اور اصحاب کے ساتھہ اُس میں شریک ہوے - میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے - میں لوٹ کر کچھہ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھہ ساتھہ جارہے تھے - آپ کے ارد گرد آپ کے اصحاب تھے ' آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ' ایک کو اوڑھے ہوے ' اور دوسری کا تہبند باندھے ہوے تھے - میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر آپ کی پیٹھہ دیکھنے لگا ' جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا تو چادر پیٹھہ سے اُٹھادی اور مجھکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھہ سے بیان کیا گیا تھا - میں اُسکے چومنے کے لیے ٹوٹ پڑا ' اور رونے لگا - آپنے فرمایا ذرا ہٹ چلو - میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھہ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا - آپکو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا ' اور آپ نے چاہا کہ صحابہ بھی اُسکو سنیں ' اسکے بعد میں اسلام لایا - لیکن غلامی کی وجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہو سکا - مجھہ سے رسول اللہ نے کہا : کہ تم مکاتب بنجاؤ - میں نے اپنے آقا سے اِسکی درخواست کی تو اُس نے درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین سو کھجور کے درخت اسکے لیے لگادوں ' اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کردوں - رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ کھجور کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو - چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس ' کسی نے بیس ' کسی نے پندرہ ' کسی نے دس پودے مجھکو دیے - آپ نے فرمایا : "اسکو لیکر چلو اور زمین کھودو - جب اُنکے بٹھانے کا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا - میں اُنکو خود اپنے ہاتھہ سے بٹھاؤنگا " میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور صحابہ نے بھی میری مدد کی - اسکے بعد رسول اللہ آے اور اپنے ہاتھہ سے اُنکو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے ' اور خدا سے برکت مانگی - اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھہ میں سلمان کی جان ہے ' اُن میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا - اب مجھپر صرف درہم باقی رہگئے تھے - اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ کے ساتھہ تھے کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا ' جسکو اُس نے کسی کان میں پایا تھا - اُس نے سونا رسول اللہ پر تصدق کردیا - آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے ؟ اُسکو بلاؤ - چنانچہ میں آیا - آپ نے فرمایا اُسکو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو - میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا ؟ آپ نے فرمایا بقیہ بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کردیگا "

بہرحال بدل کتابت ادا کرکے وہ آزاد ہوگئے -

اصــلاح معــاشــیــت اور اســلام

(بسلسلــه اســلام و ســوشیلــزم)

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوي)

(۲)

(کسب معاش کي اصلاح)

اسلام نے ایک طرف تو اس سختي و احاطه کے ساتھه کسب معاش کا حکم دیا که دنیا کي کسي تعلیم میں اسکي نظیر نہیں ملسکتي' دوسري طرف معاش کے بعض اُن ذریعوں اور صورتوں کو پوري سختي کے ساتھه روک بھي دیا جن سے انسان کي نوعي مساوات و فطري حقوق کو نقصان پہنچتا تھا' اور نیز طرح طرح کے اخلاقي و اجتماعي فسادات پیدا ہوتے تھے - یه ممنوعه وسائل معاش چار قسموں میں آسکتے ہیں :

(۱) بغیر حق کے ایک انسان کا دوسرے انسان کے مال و نتائج محنت پر قبضه -

(۲) اس قسم کے وسائل جنکي وجه سے دولت صرف چند افراد میں محدود رہجاے اور دولت کے سیران عام و تقسیم قومي میں خلل پڑجاے -

(۳) بعض خاص خاص فساد انگیز وسائل معاش -

(۴) ایسي صورتیں جن سے ایک فریق کو نقصان پہنچے -

چنانچه اسلام نے بطور ایک اصول کے کہدیا ہے :

یا ایها الذین امنوا لاتا کلوا امرالـکم بینـکم بالباطل	اے ایمان والو ! آپس میں اپنا مال ناجائز طریقه سے نه کهاؤ

پہلي صورت کي مثال رشوت ہے' رشوت درحقیقت بے استحقاق آمدني کا نام ہے - قرآن مجید میں ہے :

ولا تاکلوا امرالـکم بینـکم بالباطل و تدلوا بهـا الی الحکام لتاکلوا فریقـاً من اموال الناس بالاثم - (بقرہ)	آپس میں تم لوگ اپنا مال ناجائز طریقه سے نه کهاؤ' اور نه حکام کو مال دو تاکه تم لوگوں کے مال کا ایک حصه گناہ سے حاصل کرو -

دوسري صورت کي مثال " سود " ہے - سود میں بے شمار اخلاقي اور اقتصادي مضرتیں مضمر ہیں - اخلاقي حیثیت سے سود کو دیکھو تو معلوم ہوگا که اس سے انسان کي باهمي مہرباني و شفقت کي عمارت منہدم ہوجاتي ہے - غریب سے غریب آدمي کو بلا سود قرض ملنا مشکل ہوجاتا ہے - متوسط الحال انسان قرض لیکر اصل ادا کرسکتا ہے' لیکن سود کے بار کا وہ متحمل نہیں ہوسکتا' اور آخرکو اُسکو اپني ساري دولت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے - اعلی طبقه کے لوگ بلا شبہه سود دے بھي سکتے اور لے بھي سکتے ہیں' لیکن اسمیں بھي شک نہیں که سود بڑي سي بڑي دولت میں بھي گھن لگا دیتا ہے - دوسري سب سے بڑي اقتصادي مضرت اسمیں یه ہے که اس سے دولت چند افراد اور چند جماعتوں میں محدود ہوجاتي ہے - مثال کے لیے هندوستان کے مہاجن اور یورپ کے بینکر پیش نظر ہیں - یہي وہ عظیم الشان مضرت ہے جس سے بچنے کي غرض سے ارباب اشتراکیۃ غربا کے لیے قرض دینے والي انجمنیں قائم کرنا چاهتے ہیں - لیکن اسلام کي فکر عاقبت اندیش نے نفس سود هي کو اپنے پیرووں کے لیے حرام کردیا' جس سے یه تمام اخلاقي اور اقتصادي مضرتیں خود بخود دور ہوگئیں - قرآن مجید میں ہے :

الـــذین یاکلون الـــربا لا یقومون الا کما یقــوم الذي یتخبطه الشیطان مــن المس - (بقــرہ)	جو لوگ سود کہاتے ہیں وہ قیامت میں اُس شخص کیطرح اُتھیں گے جنکو شیطان نے چھوکر مخبوط کردیا ہے -
یا ایها الذین آمنــوا اتقو الله و ذروا ما بقي من الربا ان کنتم مؤمنین' و ان لم تفعلــوا فاذنــوا بحرب من الله و رسوله - و ان تبـتم فلـکم رؤس امرالکم لا تظلمــون و لا تظلـــمون - (بقــرہ)	اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھه سود باقي رهگیا هو وہ چھوڑ دو' اور اگر تم ایسا نکرو تو خدا اور رسول سے جنگ کرنے کا اعلان دو اور اگر تم باز آؤ تو تم اپني اصل لے سکتے هو - تم نه کسي پر ظلم کرو' اور نه تم پر کوئي ظلم کرے -

آخري آیت میں حرمت ربوا کي وجه بھي ظاهر کردي گئي ہے - اسي طرح اسلام میں " احتکار " بھي ممنوع ہے - (احتکار کے یه معنے ہیں که غله وغیرہ عام ضرورت کي چیزوں کو گراني کے زمانے میں فروخت کرنے کے خیال سے روک رکھنا) کیونکه اس سے ایک حریص انسان کو فائدہ ہوتا ہے' لیکن جمہور ملک کو نقصان پہونچتا ہے -

تیسري صورت سے مراد " قمار بازي " ہے جسکي لاٹري وغیرہ مختلف صورتیں آج یورپ میں اور کسي قدر هندوستان میں جاري ہیں' اور جن میں سے بعض صورتوں کو مجبوراً دفع فساد کے لیے گورنمنت کو روکنا پڑا :

انما الخمر و المیسر و الازلام رجس من عمل الشیطان	شراب' قمار بازي' جوے کے پانسے یه سب چیزیں ناپاک ہیں' شیطاني عمل میں سے -

اسي طرح بیع کي وہ تمام صورتیں اسلام نے ناجائز کردي ہیں جن سے باهمي منازعت و فساد کا خوف ہو' جیسے ملابسه' منابذہ' بیع الحصاۃ' بیع الغرر- یه ان اقسام تجارت کے نام ہیں جو اسلام سے پہلے عرب میں جاري تھے' اور اب بھي ان کي بعض قسمیں اور ملکوں میں پائي جاتي ہیں - ملامسه سے مطلب یه ہے که رات کي تاریکي میں یا دن کو آنکھه بند کر کے ایک متعین قیمت دیکر انسان دکان سے جو چیز چاهے اُٹھا لے - منابذہ کے یه معني ہیں که خریدار آنکھه بند کر کے قیمت پھینک دے' اور دکاندار آنکھه بند کر کے اٹکل سے کوئي چیز اُٹھا کر دیدے - بیع الحصاۃ سے مراد یه ہے که خریدار کنکري پھینکے' دکان کي جس چیز پر جاکر وہ کنکري گرے' خریدار وہ چیز لیلے - بیع الغرر سے مقصد دھوکے اور مکر کي خرید و فروخت ہے' جیسے خریدار کي ناواقفیت میں کسي غیر کي چیز خریدار کے هاتھه بیچڈالے - اسلام نے ان تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیا ہے -

چوتھي صورت سے مراد اُس قسم کي تجارت ہے جسمیں سامان بیع کے موجود ہونے یا قبضے میں آنے سے پہلے اُسکو فروخت کیا جاتا ہے - جیسے میوہ پکنے سے پہلے درخت کے میوہ کو بیچدینا'

مچھلی کو پانی میں فروخت کرنا ' پرندوں کو ہوا میں بیچنا ' جانوروں کو ماں کے پیٹ میں ہونے کی حالت میں بیع کرنا ' زمین کو یا مال کو کاشت یا تجارت پر اسطرح دینا کہ اسکی شرح حصہ خاص (مثلاً چار سو من غلہ یا چار سو روپیہ) سے مقرر کرلی جاے ' کیونکہ ان تمام صورتوں میں بیع حالت مستقبل پر مبنی ہے جسکے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا -

سطور بالا سے دو نتیجے مستنبط ہوتے ہیں :

(١) اسلام نے دولت کو ایک مہتم بالشان رتبہ دیا ہے - اپنے پیرووں کو تحصیل دولت اور کسب معاش کی سخت تاکید کی ہے ' انکے لیے تحصیل دولت و طلب معاش کی تمام راہیں کھول دی ہیں -

(٢) وہ تمام صورتیں جن سے باہمی فساد ' مضرت ' اور شخصی فوائد کے مقابلہ میں جمہور کی ملکیت کا نقصان متصور ہے ' ممنوع قرار دیدی ہیں -

(ارباب دولت اور فقرا)

نتائج سابقہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے ارباب ثروت کی بڑی قدر کی ہے ' لیکن اسکے مقابلہ میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسنے دوسرے طبقہ یعنے فقرا کے لیے کیا سامان کیا ؟ اس باب میں اسکی سب سے پہلی کوشش یہ ہے کہ اسنے ان ارباب ثروت کو سخت تحقیر کی نگاہ سے دیکھا ہے ' جنھوں نے اپنی زندگی کا سب سے اہم مقصد جمع مال قرار دیا اور جو دولت کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں :

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذي جمع مالا و عددہ - یحسب ان مالہ اخلدہ (سورۂ ھمزہ)	برا ہو ہر ایک چغلخور عیب جو کا جسنے مال جمع کیا اور اسکو گنا ' اور وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا مال اسکو ہمیشہ باقی رکھیگا -

دوسری جگہ ہے :

و الذین یکنزون الذھب و الفضۃ ولا ینفقونہا في سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم (سورۂ توبہ)	اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں ' اور اسکو خدا کی راہ میں نہیں خرچ کرتے تو انکو عذاب دردناک کی بشارت دیدو -

(بخل و اسراف)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے بخالت کی مذمت کی ہے ' تو کیا وہ اسراف کو پسند کرتا ہے ؟ کیا وہ اسکو پسند کرتا ہے کہ تمام دولت اہل حاجت اور فقرا میں تقسیم کر دیجاے ؟ نہیں ' وہ دیگر مذاہب کی طرح اسکو نہیں پسند کرتا - اسکی تعلیم ہے کہ حقداروں کو انکا پورا حق دو ' لیکن اداے حق میں اسراف نہ کرو :

و ات ذالقربی حقہ و المسکین وابن السبیل و لا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (سورۃ الاسراء)	قرابت داروں ' مسکینوں ' اور مسافروں کو انکا حق دو ' اور زیادہ فضول خرچی نہ کرو - فضولخرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں -

ہر شخص اپنی ذات پر خرچ کرنے کا مختار ہے ' جتنا چاہے خرچ کرسکتا ہے - لیکن اسلام اسکو بھی جائز نہیں رکھتا ' وہ کہتا ہے :

کلوا و اشربو و لا تسرفوا -	کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو -

اسلام نے اس باب میں نہایت معتدل طریقہ اختیار کیا ہے - وہ دیگر مدعیان روحانیت مذاہب کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنا تمام سرمایہ فقیروں کو دیکر خود فقیر بن جاؤ ؟ اور نہ دنیا داروں کی طرح وہ بخل کی تعلیم دیتا ہے ' اسکا اعلان ہے :

و لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک و لا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا (سورۃ الاسراء)	اپنا ہاتھ اپنی گردن میں نہ باندھ لو (یعنی بالکل بخالت نہ کرو) اور نہ اس کو پورا کھول دو (یعنی اسراف نہ کرو) کہ حقیر و ذلیل ہوجاؤ -

اسلام کہتا ہے :

و اقصد في مشیک -	اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو -

لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کو کیا خرچ کرنا چاہیے ؟ اسکے جواب میں خدا فرماتا ہے :

و یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو (بقرہ)	لوگ تجھسے پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں ؟ کہدے کہ جو حاجت سے زیادہ ہو -

اس بیان سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسلام بخل و اسراف کے درمیان میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے ' وہ خدا کی راہ میں مال کا وہ حصہ خرچ کرنے کو کہتا ہے جو حاجت سے زیادہ ہو -

(زکـوۃ)

احادیث نے حاجت سے زیادہ ہونے کی تفسیر یہ کردی ہے کہ جو نقد مسلمان کے پاس اسکی تمام ضروری ضروریات کے بعد سال بھر میں بچ جاے ' اور وہ کم ازکم دو سو درم کی مالیت ہو ' یعنی چالیس انگریزی روپئے ' اسکا چالیسواں حصہ خدا کی راہ میں فقرا کو دیا جاے - اسی کا نام زکوۃ ہے - اسلام میں زکوۃ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے - استطاعت سے مراد یہی ہے کہ اسکے پاس چالیس روپیے اسکی ضروریات سے زاید سال بھر میں باقی رہیں ' ایسے شخص پر چالیسواں حصہ ' یعنے ایک روپیہ واجب ہے -

زردشت کے مذہب میں بھی زکوۃ فرض ہے - لیکن اس میں زاید از حاجت مال کا دسواں حصہ فرض کیا گیا ہے - لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ مقدار ایسی ہے جو بآسانی نہیں دی جاسکتی - اسلام نے چالیسواں حصہ اسقدر اعتدال کے ساتھہ رکھا ہے جس سے زیادہ اعتدال نہیں ہوسکتا -

اسلام نے مال زکوۃ کے مستحقین پر تقسیم کرنے کا با قاعدہ انتظام کیا ہے - تمام ملک کی زکوۃ بیت المال میں جمع کی جاے ' اور وہ خلافت کی زیر نگرانی تمام مستحقین کو حسب حاجت دی جاے - اس سے دو فائدے مقصود ہیں - اول یہ کہ مستحقین ملک کی انتظام اور سلسلہ کے ساتھہ اعانت کی جاے ' ایسا نہ ہو کہ ایک شخص کو بہت مل جاے دوسرے کو کچھہ نہ ملے - دوسرے یہ کہ خود اصحاب زکوۃ بھی باقاعدہ ادا کرتے رہیں ' اور ان سے بتاکید سالانہ رقم وصول کی جاے -

زکوۃ کی یہ رقم کس کو دی جاے گی ؟ اس کا جواب بھی خود قرآن مجید نے دیدیا ہے :

انما الصدقات للفقرآء والمساکین و العاملین علیہا ' و المؤلفۃ قلوبہم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل ' فریضۃ من اللہ (توبہ)	زکوۃ صرف فقرا ' مساکین ' تحصیلداران زکوۃ ' نو مسلموں ' اور غلاموں کے آزاد کرنے میں خرچ کی جاے ' نیز قرضداروں کو دی جاے ' اور خدا کی راہ میں ' اور مسافروں کو -

اس سالانہ چندہ کے علاوہ ایک اور فنڈ بھی اسلام نے مستحقین اعانت کے لیے قائم کیا ہے :

و اعلموا انما غنمتم من شي فان للہ خمسہ و للرسول و لذي القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل - (انفال)	جو کچھہ مال غنیمت تمہارے ہاتھہ آے ' اسکا پانچواں حصہ خدا اور اسکے رسول ' اقربا ' یتیم ' مساکین اور مسافر کے لیے ہے -

اس فنڈ کا خزانہ بھي بيت المال ہے' اِسي کے ساتھہ مسلمانوں کے پاس ايک تيسرا فنڈ بھي اس کام کيليے ہے - عيد اضحیٰ کی قرباني اور اسکي کھال کي قيمت :

و يـذكروا اسـم اللـه على	اور تاکہ نام لو خدا کا (قرباني کرتے
ما رزقهم من بهيمة الانعام '	وقت) اُس جانور پر جو خدا نے
فكلــوا منهـا و اطعمـو	تمکو ديا ہے' خود کھاؤ اُسميں سے اور
البائسَ الفقيـر - (حج)	مشقت زدہ فقيروں کو کھلاؤ -

کيا مبارک ہوگا وہ دن جب اُسلام کے بيت المال ميں يہ تمام فنڈ جمع ہوتے ہونگے' اور ان اہل حاجت ' فقرا ' مساکين' اور يتيمونکي امداد کيجاتي ہوگي !

اس تمام بيان سے معلوم ہوا کہ اگر اسلام نے اہل دولت کو کسب معاش کا موقعہ ديا ہے' تو دوسري طرف اہل احتياج کي بھي اُسنے کچھہ کم خبرگيري نہيں کي ہے - يہي وہ چيز ہے جسکو آج موجودہ تمدن کي خود غرضانہ تاريکي ميں اهــل اشتراکيـة ڈھونڈھتے ہيں اور نہيں پاتے ہيں - اِنہيں تدابير کا اثر تھا کہ اسلام ميں ايک ايسا زمانہ بھي آيا ہے جب لوگ خيرات دينے کيليے فقير ڈھونڈھتے تھے' اور نہيں ملتے تھے - کيا يورپ ميں بھي کبھي ايسا زمانہ آئيگا ؟

اسلام کي اس فياضي سے کسي کو يہ شبہہ نہ ہو کہ وہ قوم ميں ايک اپاہج' پا شکستہ' اور گداگر جماعت طيار کرنا چاهتا ہے - قرآن مجيد نے زکوۃ اور صدقات کے مصارف خود حصر کے ساتھہ مقرر کردیے ہيں ' اور اسلام ميں برابر اسي پر عمل ہوتا رہا - حديث شريف ميں ہے :

لا تحل الصـدقـة لغني	خيرات مالدار آدمي کو اور جس کو
و لا لـــذو مــرة سوى	کمانيکي قوت ہو اور جس کے اعضا
(ترمذي)	درست ہوں' حلال نہيں -

جناب رسول اللہ صلی اللہ عليہ و سلم اپنے آخري حج ميں صدقہ کا مال تقسيم فرما رہے تھے کہ دو آدمي مانگنے کو آے ' آپنے اُن پر نظر ڈالي' اور پھر نيچي کرلي - وہ دونوں صحيح الاعضـاء اور مضبوط تھے - آپ نے فرمايا :

ان شئتما آتيتـكما و لا	اگر تم چاہو تو ميں تم کو دوں ' ليکن
حظ فيها لغني و لا لقوي	اس ميں مالدار اور مضبوط کمانے
مكتسب - (ابو داؤد)	والے آدمي کا کچھہ حصہ نہيں ہے -

ايک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ عليہ و سلم سے آکر کہا يا رسول اللہ کچھہ زکوۃ ديجيے ! آپنے فرمايا :

ان اللـه لم يرض بحكم	خدا زکوۃ کے بارے ميں کسي نبي يا
نـبـي و لا غيـره فـي	غير نبي کے فيصلہ پر راضي نہيں ہوا
الصدقات' فجزاها ثمانية	ہے' بلکہ خود اُس نے اُس کے آتھہ
اجـزاء - فان كنت من	حصے کيے ہيں - اگر اُن ميں سے تم
تلك الاجزاء اعطيتـك -	کسي ميں ہو تو ميں تم کو دوں -
(ابو داؤد)	

حضرۃ زبير بن عوام سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عليہ و سلم نے فرمايا :

لان ياخذ احـدكم حبلة	تم ميں سے کوئي شخص رسي لے ' اور
فيـاتي بحزمـة حطب	اپني پيٹھہ پر لکڑي کا گٹھہ ليکر آے
على ظهره - فيبيعها فكيف	اور اُس کو بيچے' اور خدا اُس کي
الله بهـا وجهه خير لـه	عزت اُس سے رکھہ لے' اُس کے ليے
من ان يسال النـاس	بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے مانگتا
(بخاري)	پھرے -

مستطيع گداگروں کي نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا ہے :

ما يـزال الـرجل يسال	جو شخص لوگوں سے مانگتا ہے وہ
الناس حتى ياتي يوم	قيامت ميں آئيگا تو اُس کے منہہ
القيامـة و ليس في	ميں گوشت نہ ہوگا -
وجـهـه مزعة لحم -	
(دار قطني)	

رسول اللہ صلی اللہ عليہ و سلم نے حضرۃ ثوبان سے فرمايا :

من يتقبل لي بواحـدة	کون ميري ايک بات مانتا ہے ؟ ميں
اتقبل له بالجنة لا يسال	اُسکے ليے جنت کا وعدہ کرتا ہوں -
الناس شيئاً (ابوداؤد)	لوگوں سے مانگا نہ کرو !

ايک شخص رسول اللہ صلی اللہ عليہ و سلم کے پاس آيا اور کچھہ اُنسے مانگا - آپنے فرمايا تمہارے پاس کچھہ ہے ؟ اُسنے کہا ہاں. ايک کمل ہے - آپنے کمل بيچکر ايک کلہاڑي خريدسي کہ جنگل سے لکڑياں لاکر بيچے -

حضرت عمر کے پاس ايک غير مستحق گداگر آيا - آپنے اسکو پکڑ کر ايک شخص کے پاس نوکر رکھا ديا - خانۂ کعبہ ميں حضرت عمر رضي اللہ نے ايک شخص کو بھيک مانگتے ديکھا تو سخت سزا دي - (۱) ان تصريحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام کي فياضي کا نتيجہ گداگروں کي جماعت بڑھانا ہے -

اب ہمکو صرف ايک بات اور کہني باقي رہگئي ہے - اہل اشتراکيۃ اور يورپ کي اصلاح طلب پارٹي چاهتي ہے کہ بازار کا نرخ مقرر کيا جاے اور بازار ميں کھانے کي چيزونکي نگراني کيجاے - آجکل يورپ اور امريکا کے بازاروںميں کيمسٹري کے زور سے جسطرح چيزوں کي تبديل ماهيت کي جاتي ہے ' جسطرح ظاہر نما چيزيں بنائي جاتي ہيں' اور معمولي قيمت کي چيزيں ظاہري آب و تاب اور ملمع کي وجہ سے گراں قيمت بکتي ہيں ' اس طرز تجارت سے غربا اور عام ملک کو جو نقصان پہونچتا ہے وہ محتاج اظہار نہيں - اس حالت ميں سوشياليست پارٹي کا اپني درخواست پر زور دينا بجا ہے -

ليکن اسلام اس ضرورت کو بھي پورا کرچکا ہے - اسلام ميں انہيں اغراض کيليے صيغۂ احتساب قائم ہوا تھا - محتسب اس صيغہ کا اعلی عہدہ دار ہوتا تھا ' اسکے فرائض وہي ہوتے تھے جسکو اہل اشتراکيۃ تعين نرخ و نگراني اشياے بازار کے ليے طلب کرتے ہيں -

ان تمام مباحث اور ان تمام تفصيلات کا خلاصہ يہ ہے کہ آج متمدن ممالک جن مصاحب ميں مبتلا ہيں ' اسکا اصلي سبب يہ ہے کہ جديد تمدن کي بنياد کسي صحيح مذہب پر نہيں ہے - اب مصلحين تمدن و معاشرت اور عقلاے يورپ جو اصلاحات پيش کرتے ہيں ' اُنميں گو بعض باتيں غلط ہيں جنکي اسلام نے ترديد کردي ہے' ليکن بقيہ امور وہي ہيں جنکو اسلام پہلے ہي دن سمجھہ چکا تھا' اور اُسکي اصلاح کي تدبيريں کرلي تھيں - يہي وجہ ہے کہ اُسکا تمدن اشتراکيۃ کے جراثيم سے پاک رہا - حضرت عثمان کے عہد ميں امراے شام کے پاس بے انتہا دولت جمع ہوگئي تھي - حضرت ابو ذر غفاري' جو ايک بلند پايہ صحابي تھے ' اُنہوں نے ان لوگوں کي سخت مخالفت کي اور کہا کہ يہ دولت تمام فقرا پر تقسيم کر ديجاے - ليکن چونکہ اس زمانہ ميں فقرا کے حقوق کا کافي طور سے انتظام تھا' اسليے حضرت ابو ذر کا کوئي ہم آهنگ پيدا نہو سکا -

بہر حال اگر اس تفصيل کے بعد کہ اُسنے دنيا ميں ہر قسم کي جائز مساوات قائم کي ' اسنے جمہوريت کي بنا ڈالي ' اُسنے امرا اور اہل ثروت کو ہمدردي کي تعليم دي' اُسنے فقراے ملک کا مستحکم اور پائدار بندوبست کيا ' اگر يہ دعوي کيا جاے تو کون انکار کر سکتا ہے کہ اسلام ہي دنيا کا تنہا مذہب ہے جسکے بيڑے کو اشتراکيۃ کے طوفان کا کوئي خوف نہيں - وہ صالح اشتراکيۃ کا معلم و محافظ ہے ' اور غير صالح افراط تفريط کا مخالف -

---

(۱) مشکوۃ باب الزکوۃ -

(۱) ان تمام واقعات کے ليے مشکوۃ ' باب من لاتحـل له الصدقہ ديکھو -

هر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوںمیں ہے ابہی چھپ کر نکلی ہے اور تہوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ ازراب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکی جلد ہے جسمیں سنہری حرف کی کتابت ہے اور ۴۱۶ هاف ٹون تصاریر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وی - پی اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیرئیل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

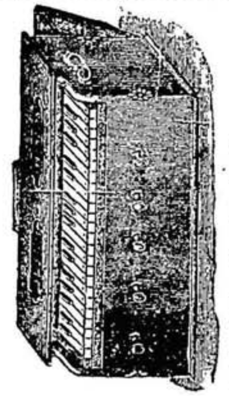

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

همارا سائنس فکسن فورٹ هار مونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانہ میں گواسان لکڑی سے طیار کیا هوا ہے اسوجہ سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے- ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیئے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - هر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاهیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندی هار مونیم سکھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل هارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے- یہ دوا اُن کھوئی هوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے هی عرصہ کا هو اگر اس سے اچھا نہ هو تو همارا ذمہ -کھانسی کے لیے بھی مفید ہے- قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی هو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا هوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ نوبتی جنون' مرگی والا جنون' غمگین رهنے کا جنون' عقل میں فتور' نیند کی خرابی وغیرہ وغیرہ دفع هوتی ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هو جاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں هوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا -- اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی - مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو- ڈاکٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "مینے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جی - ریلس - ایل - ایم - ایل - آر- سی - پی ایلڈ ایس - سی گوشا اسپتال مدراس فرماتی هیں :- "نمونے کی شیشیاں اوبھرالین کی اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا" -

مس ایم - جی - ایم - براڈلی - ایم - ڈی - (برن) بی - ایس - سی - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال اوکارکاڈی بمبئی فرماتی هیں : "اوبھرالین جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

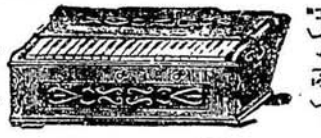

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ
قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

هر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -
ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوہن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا' یہ مہلک دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے- پژمردہ دلوںکو تازہ بناتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - هسٹریہ وغیرہ کو بھی مفید ہے جو اس کو اپونکی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو تون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایکدم رفع هو جاتی ہے اس کے استعمال کرتے هی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کی افزایش - رگوں کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود هیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما و صحت جسمانی و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ هوگا -

Swasthy Sa. ya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القرآن

هـذا بيـان للنـاس، و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير، اثر خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسير کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردينا کافي هے که قرآن حکيم کے حقائق و معارف اور اوسکي محيط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فيضان سے پيدا هوا هے، يه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں کتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے کے وسط ميں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسير کا هوگا، انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد کو پانچ - روپيه -

ليجئے ! مزيـدار مٹهائي کهائيے

'Phone No. 241. Calcutta. — ٹيليفون نمبر ۲۴۱ کلکته

جاپان کے مشهور و معروف کارخانے کی مٹهائياں اب هندوستان ميں بهي ميسر هونے لگيں -

موريناگا کمپني جاپان ميں سب سے بڑي مٹهائي بنانے والي کمپني هے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY. Co., LTD. JAPAN.

ان مٹهائيوں ميں ايسي کوئي چيز نهيں جو مذهب کے خلاف هو -

صرف دودهه اور ميوهجات کے جوهر سے بنائي گئي هيں - اسميں کوئي جزو کسي چيز کے بيکار اور بے اثر حصے کا نهيں ليا جاتا -

بچوں کيليے نهايت ضروري چيز هے - لذيذ اور خوش ذايقه هونے کے علاوه مفيد صحت و توانائي بهي هے -
اور هر شخص اسے ذوق و رغبت سے کهانا چاهتا هے -

باوجود ان تمام خوبيوں کے اس کي قيمت بهت هى کم رکهي گئي هے -

يه مٹهائياں تمام هندوستان ميں نهايت کثرت سے بکتي هيں -

کم سے کم ايک مرتبه تو منگواکر تجربه کيجيے !!

Sole Agents for India :—
BESSHO & Co. 111, Radha Bazar Street, Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

هندوستان کے واسطے سول ايجنٹ :—

بيشو اينڈ کمپنی نمبر ۱۱۱ - رادها بازار سٹريٹ - کلکته - و هارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.